بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ ووکنگ لنڈن

جلد اول

از

(جنوری ۱۹۱۵ء لغایت دسمبر ۱۹۱۵ء)

ایڈیٹرز

خواجہ کمال الدین بی۔اے۔ ایل ایل بی

مولوی صدر الدین بی۔اے۔ بی ٹی

(مسلم مشنری)

سلیم پریس لاہور میں چھپا

قیمت فی جلد تین روپے

فہرست مضامین رسالہ اشاعت اسلام جلد اوّل سنہ ۱۹۱۵ء

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	ضروری اطلاع	ایڈیٹر	۱
۲	شذرات	"	۴
۳	اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض۔ (نماز کا عربی زبان میں ادا ہونا۔ نماز کے مختلف ارکان)	جناب [illegible] صاحب	۹
۴	حسن قرآن کریم پر عیسائی اہل قلم لوگوں کی شہادتیں	ایڈیٹر	۱۷
۵	قرآن اور جنگ	"	۲۲
۶	میں انگلستان کب واپس جاتا ہوں	خواجہ کمال الدین صاحب	۴۶
۷	سال نو	ایڈیٹر	۵۷
۸	حضرت محمد صلعم ایک فاتح کی حالت میں	"	۵۹
۹	مسجد ووکنگ میں برٹش مُسلم سوسائٹی کے عام جلسہ کی روئداد	ایڈیٹر	۶۳
۱۰	پروفیسر پارکنسن کی چٹھی	یحییٰ النصر پارکنسن	۷۱
۱۱	ایک چٹھی ایڈیٹر اسلامک ریویو کے نام	آئینہ	۷۴
۱۲	ایک چٹھی بنام اخی المکرم خالد شیلڈرک	ارنسٹ ڈبلیو وٹن	۷۵
۱۳	برٹش مسلم سوسائٹی (افتتاحی ایڈریس)	ایڈیٹر	۷۸
۱۴	امن وسلامتی کا مذہب	خالد شیلڈرک	۹۸
۱۵	مُغربی لوگوں کے خیالات اسلام کے متعلق	ایڈیٹر	۱۰۷
۱۶	شذرات	"	۱۱۳
۱۷	ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم	مشتری	۱۱۴
۱۸	ایک لیڈی کا قبول اسلام	سارہ	۱۱۵
۱۹	ایمان کی محک	ایڈیٹر	۱۱۶
۲۰	حضرت محمد مصطفےٰ صلعم بحیثیت فاتح	ایڈیٹر	۱۱۹
۲۱	معقولیت	از جمیلہ ماڈ اٹیرج	۱۲۲
۲۲	اسلام (یہودی اور عیسائی مذہب کے درمیان ایک اعتدال راہ)	[illegible]	۱۲۹
۲۳	حیوانات کے متعلق ہمارے فرائض	ایک جانوروں سے شفقت رکھنے والا	۱۳۳

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۲۴	یسوع مسیح کا معجزۂ شراب ۔	ایڈیٹر	۱۳۸
۲۵	اخلاق فاضلہ	ڈاکٹر اے نیوبا جے۔ دھیمنٹ پی۔ ایچ۔ ڈی	۱۴۳
۲۶	عرب فاتح	از بیونٹ ہل	۱۴۹
۲۷	سیر ووکنگ	مسٹر مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر	۱۵۶
۲۸	رسالہ اسلامک ریویو مسلم انڈیا کی دو سالہ عمر اور قبولیت	ایڈیٹر	۱۶۶
۲۹	حصول مقصد میں کامیابی	"	۱۶۹
۳۰	اجتماع وتبدیلی مذہب	"	۱۷۱
۳۱	مسجد ووکنگ میں انوار	مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر	۱۷۲
۳۲	بے تعصبی	لارڈ ہیڈلے	۱۷۴
۳۳	قرآن کریم وعقل	ایڈیٹر	۱۷۹
۳۴	مذہب اسلام	منقول از اخبار کرانیکل	۱۸۴
۳۵	اسلام نے کیوں ظاہری شریعت کی پابندی کو قائم رکھا ...	مشیر حسین صاحب (قدوائی)	۱۹۲
۳۶	عقلی فلسفہ اور طبعیات کے ماتحت علوم باطنی	از ڈاکٹر اے نیول جے دھیمنٹ پی۔ ایچ۔ ڈی لٹ ڈی۔ ایف۔ ٹی ایس۔ پی	۱۹۹
۳۷	خطبہ (دین یعنی مذہب) ۔۔	پروفیسر پارکنسن صاحب	۲۰۵
۳۸	احادیث نبوی	شیخ فیروز الدین صاحب مراد ایم ایس سی پی اے اسسٹنٹ پروفیسر علوم طبعیات ایم اے او کالج علیگڑھ	۲۱۰
۳۹	تقسیم احادیث کا نقشہ ..	"	۲۱۸
۴۰	اسلام اور انگریزی اخبارات	ایڈیٹر	۲۱۹
۴۱	تبدیلی مذہب	"	۲۲۰
۴۲	برائی ٹن کا سفر	"	۲۲۱
۴۳	اسلام کی تصدیق وتائید	"	۲۲۳
۴۴	خطبہ (دنیا میں امن پیدا کرنے کی راہ)	پادری ایس ڈبلیو لٹل میسن ڈی ڈی	۲۲۶
۴۵	آنحضرت صلعم کا طریق عمل یہود ونصاریٰ کے ساتھ ...	القدوائی	۲۳۵
۴۶	عقبہ کی بیعت ثانی ...	پروفیسر ہارون مصطفیٰ لیون	۲۴۰
۴۷	عیسویت کی ناکامی	ماخوذ از ڈیلی کرانیکل	۲۴۶
۴۸	پادری صاحبان کے لیئے حل طلب معمے ...	بشیر	۲۴۹
۴۹	بلقیس اور سلیمان	ایڈیٹر	۲۵۱
۵۰	نظم	خواجہ کمال الدین صاحب	۲۵۵
۵۱	بے نظیری	"	۲۵۶
۵۲	زکوٰۃ وصدقات کا بہترین مصرف	"	۲۶۰

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۵۳	بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام ووکنگ مشن کی رپورٹ۔	ایڈیٹر	۲۶۴
۵۴	انگریزی اسلامی اخوت	؍؍	۲۶۷
۵۵	یادرفتگان	ایل۔ای۔ہیریس	۲۶۹
۵۶	قرآن کریم کے تین قدیم نسخوں کے اوراق	مولوی صدرالدین صاحب	۲۷۰
۵۷	قرآن کریم کا بول بالا	خواجہ کمال الدین صاحب	۲۹۵
۵۸	لارڈ ہیڈلے کی تقدیر کا جواب	کانسٹنیا	۳۰۷
۵۹	ہز ہائینس جنابہ نواب بیگم صاحبہ بھوپال اور مسلم انڈیا۔	سلطان جہان صاحبہ آف بھوپال	۳۱۱
۶۰	شذرات	ایڈیٹر	۳۱۵
۶۱	موعود تسلی دہندہ	؍؍	۳۱۶
۶۲	الہامی تحریروں پر چند خیالات	جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ	۲۱۸
۶۳	اسلام اور انسداد نشہ نوشی	پروفیسر ہارون مصطفےٰ لیون ایم۔اے۔ایل ایل ڈی	۲۲۳
۶۴	لارڈ ہیڈلے کی انگریزی نظم کا اردو ترجمہ	جناب لارڈ ہیڈلے صاحب بالقابہ	۳۲۰
۶۵	خدا نے اس کو اپنی شکل پر پیدا کیا	؍؍	۳۳۱
۶۶	عیسائیت و توحید ...	منقول رسالہ یونیٹیرین منتھلی	۳۳۹
۶۷	براعظم امریکہ کے ایک دور دراز مقام سے ایک بشارت	خواجہ کمال الدین صاحب	۳۴۱

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۶۸	رپورٹ جلسہ ووکنگ ۳۰ مئی ۱۹۱۵ء	مشیر حسین صاحب قدوائی	۳۴۶
۶۹	سیاسی اور مذہبی آزادی	ایڈیٹر	۳۴۹
۷۰	پادری صاحبان کے لیئے حل طلب معمے ۵	بشیر	۳۵۳
۷۱	ڈاکٹر منگانا کے اوراق قرآنی پر ایک نظر	مشیر حسین صاحب قدوائی	۳۵۸
۷۲	خطاب بہ قوم (نظم)...	خواجہ کمال الدین صاحب	۳۶۲
۷۳	شذرات	ایڈیٹر	۳۶۴
۷۴	قرآن کریم کے تین قدیم نسخوں کے اوراق پر تنقیدی نظر	[illegible] لیون ایم۔اے ایل ایل ڈی	۳۷۷
۷۵	اسلام اور انسداد نشہ نوشی ۲	پروفیسر ہارون مصطفےٰ لیون ایم۔اے پی ایچ۔ڈی ایل ایل ڈی ایف۔ٹی پی	۳۸۸
۷۶	پادری صاحبان کیلئے حل طلب معمے ۳	بشیر	۳۹۸
۷۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عہد نبوت	ایڈیٹر	۴۰۰
۷۸	مغرب میں اسلام کے لیئے شاندار مستقبل	خواجہ کمال الدین صاحب	[illegible]
۷۹	مبارک عید الفطر اور تین اصحاب حلقہ بگوش اسلام۔	ایڈیٹر	۳۹۱

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۸۰	رسالہ اشاعت اسلام میں تصاویر کا انتظام	ایڈیٹر	۳۹۲
۸۱	ووکنگ میں عید الفطر...	رر	۳۹۳
۸۲	عید الفطر (مسلمانوں کا تہوار ووکنگ میں)	از ڈیلی گرافک (لنڈن)	۳۹۵
۸۳	ہندوستانیوں کی وفاداری	رر	۳۹۶
۸۴	ایک اور نومسلم اور ایک بلند طبقہ گھرانہ اور اُن کا اسلام	مولوی صدر الدین صاحب	۳۹۷
۸۵	نظم	خواجہ کمال الدین صاحب	۴۰۰
۸۶	یسوع (الوہیت اور انسانیت کا ایک نمونہ)	رر	۴۰۱
۸۷	مسیح انسان۔ مسیح خدا ...	ایڈیٹر	۴۲۱
۸۸	ام الالسنہ یا زبانوں کی ماں	خواجہ کمال الدین صاحب	۴۲۳
۸۹	عیسائی مذہب کی تعریف کیا ہے؟ (سوال)	ہیو۔ سی وینیس۔	۴۲۵
۹۰	جواب بجذبت پادری ایچ سی وینیس۔	لارڈ ہیڈلے	۴۳۲
۹۱	عید کے دو چاند	مشیر حسین قدوائی بیرسٹر	۴۳۵
۹۲	شذرات	ایڈیٹر	۴۳۹
۹۳	ملک معظم کی ہندوستانی رعایا انگلستان میں	از اخبار گرافک	۴۴۱
۹۴	مذہب میں فطرت کا رنگ۔	ڈڈلے رائٹ	۴۴۴

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۹۵	صدائے اسلام پر مختلف آوازیں۔ خالص سونا اور میل	یحییٰ النصر پارکنسن	۴۴۹
۹۶	اسلام میں انصاف۔	آئینہ (نومسلم انگریزی خاتون)	۴۵۶
۹۷	ایک اور پہاڑی پر وعظ۔	بشیر	۴۶۰
۹۸	معاہدات کے متعلق اسلامی تعلیم	ایڈیٹر	۴۶۳
۹۹	اسلام کی گذشتہ عظمت و شوکت کی ایک جھلک اسلام کے اصولوں کا ایک مختصر خاکہ اور مسلمانان زمانہ سلف کی دماغی و علمی ترقیات	[illegible] صاحب	۴۶۸
۱۰۰	آنحضرت صلعم میں صداقت و دیانت کا ایک کامل نمونہ	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۴۷۷
۱۰۱	اسلام کیا کچھ کر سکتا ہے	کپتان آر ایرک ڈیلر	۴۷۹
۱۰۲	مہر	مشیر حسین قدوائی بیرسٹر	۴۸۲
۱۰۳	پادری صاحبان کے لئے حل طلب معمے ۔	بشیر	۴۸۵
۱۰۴	نومسلم	ایڈیٹر	۴۸۷
۱۰۵	نماز کی کشش	رر	۴۸۸
۱۰۶	ووکنگ میں مہمانوں کی آمد و رفت	رر	۴۸۹

نمبر	نام مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱۰۷	اسلامک ریویو کا دائرہ وسعت	ایڈیٹر	۴۹۰
۱۰۸	اسلام میں روزوں کا حکم	مولوی صدرالدین صاحب	۴۹۲
۱۰۹	احادیث نبوی میں سے کچھ	یحییٰ النصر پارکنسن	۴۹۶
۱۱۰	ووکنگ میں بشپ صاحب ونچیسٹر کی آمد اور اُنکے خیالات ہمارے متعلق		۵۰۰
۱۱۱	دُعاء ایک غذا ہے	ایڈیٹر	۵۰۵
۱۱۲	اینی بسنت کے خیالات اسلام پر	جو اس لیکچر سے ماخوذ ہیں جو تھیوصوفی کی نگہ سے اسلام کے عنوان پہ مسز اینی بسنت نے دیا +	۵۰۸
۱۱۳	اخلاقی معجزات	مشیر حسین قدوائی بیرسٹر	۵۱۷
۱۱۴	عورت کی حمایت میں اسلامی تعلیم	ایڈیٹر	۵۲۴
۱۱۵	یورپ میں دھریت	؍؍	۵۲۹
۱۱۶	ایک چٹھی (مرّوجہ عیسائیت سے بیزاری کا اظہار) ...	سی۔ اے۔ ایچ بٹیس ایل ایل ڈی۔ پی ایچ ڈی۔ ایف ایس۔ پی	۵۳۲

نمبر	نام مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱۱۷	شذرات	ایڈیٹر	۵۳۵
۱۱۸	خطبہ عید الضحیٰ	؍؍	۵۳۹
۱۱۹	عید الضحیٰ ووکنگ میں	مشیر حسین قدوائی	۵۴۳
۱۲۰	بائبل میں اسلام	ایڈیٹر	۵۴۸
۱۲۱	مراقش سے ایک پیغام۔	ایم مجے بورٹ	۵۵۴
۱۲۲	محمدؐ اور مسیحؑ	آئینہ (انگریزی) نژاد خاتون	۵۵۵
۱۲۳	حضرت محمد صلعم کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ	مشیر حسین قدوائی بیرسٹر۔	۵۵۸
۱۲۴	ووکنگ کے اسلامی مشن کی گذشتہ کارروائی پہ ایک مختصر ریویو	ایڈیٹر	۵۷۱

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

۷۸۶ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون ۷۸۶

رسالہ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

مسلم انڈیا اینڈ اسلامک ریویو

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین (بی۔اے۔ ایل ایل بی) و مولوی صدر الدین (بی۔اے۔ بی ٹی)

نمبر ۲	بابت ماہ جنوری ۱۹۱۵ء	جلد ۱

فہرست مضامین

ضروری اطلاع — ایڈیٹر — ۱ تا ۴
ماخوذ از اسلامک ریویو بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء
۱۔ شذرات — ایڈیٹر — ۴ تا ۹
۲۔ اسلامی نماز اور اس پر مسیحی اعتراض — از شیخ خالد شیلڈرک صاحب نو مسلم انگلستان — ۹ تا ۱۷
۳۔ حسن قرآن پر عیسائی اہل قلم لوگوں کی شہادتیں — ایڈیٹر — ۱۷ تا ۲۲
۴۔ قرآن اور جنگ — ایڈیٹر — ۲۲ تا ۴۵
میں انگلستان کب واپس جاتا ہوں؟ — از خواجہ کمال الدین — ۴۶ تا ۵۶
ووکنگ مشن کی رپورٹ متعلقہ ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء
آخری صفحات ٹائٹل

[illegible] ۱۹۱۵ء کو خلیفہ رجب الدین صاحب [illegible] باہتمام [illegible]

قیمت سالانہ تین روپے
(عہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

وہ اخبار ہے۔ جو فرنگستان میں اسلامی کوششوں کی صحیح خبریں۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور اُن کے ہمراہیوں کی کامیابیوں کے حالات سناتا اور جنگ یورپ کی تازہ خبریں لیکر ہفتہ میں تین بار شایع ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان اور دیگر ممالک کے قابل تذکرہ واقعات عجیب تنقیدات اور دلکش ادائی بیان کیساتھ اسلامی جذبات کو متحرک کرنے اور قایم رکھنے کا بیان بحسن وخوبی انجام دیتا ہے اور اپنی دلربا خصوصیات کے لحاظ سے ملک کا بینظیر اخبار ہے۔ قیمت سالانہ چھ روپیہ ششماہی تین روپیہ ماہی ۹ عہ ماہوار ۸

المشتہر

مینجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعتِ اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد ۲ بابت ماہ جنوری ۱۹۱۵ء نمبر ۱

ضروری اطلاع

رسالہ اسلامک ریویو و مسلم انڈیا کو انگریزی میں جاری ہوئے پورے دو سال ہو گئے۔ چنانچہ دوسری جلد کا آخری نمبر دسمبر گذشتہ میں شایع ہو چکا ہے ان دو سالوں کے اندر کسقدر کام انہوں نے انگلستان میں کیا ہے۔ اس کا اندازہ تو انہی کو خوب ہو سکتا ہے۔ جنہوں نے انگلستان کی سرزمین میں ووکنگ کی مسجد کا نظارہ اور اس کے انگریزی نژاد مسلمانوں کا اجتماع دیکھا ہے۔ کون مسلمان ہے جس کا دل اس خبر کو سن کر باغ باغ نہیں ہوتا۔ کہ اس سرزمین تثلیث میں جسکے مشنری تثلیث کی ترویج کے لئے آج دنیا کے ہر ایک کونے میں کام کر رہے ہیں پانچ وقت خدائے واحد کا نام بلند مینار سے پکارا جاتا ہے۔ اور اس قوم کے مرد اور خواتین جنہوں نے کبھی خدائے ذوالجلال کے آگے جبہ فرسائی نہ کی تھی۔

پانچ وقت مسجد میں آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ پھر کون مسلمان ہے جس کا دل اس خبر کو سن کر باغ باغ نہیں ہوگا۔ کہ اس رسالہ کے اجرا سے دو سال کے اندر اندر ساٹھ آدمی جن میں نہ صرف متوسط درجہ کے آدمی ہی ہیں بلکہ وہ لوگ جو لارڈ اور کونٹ کہلاتے ہیں یعنی اس ملک کے نواب اور راجے حتیٰ کہ ایک یوروپین ملک کا ایک شہزادہ بھی شامل ہیں۔ پھر اگر سوسائٹی کے اعلیٰ سے اعلیٰ طبقہ میں اسلام اس قلیل عرصہ کے اندر اپنا گھر کر چکا ہے۔ تو علماء وفضلاء کے طبقہ میں بھی اپنے نام کو اسلام پر قربان کرنے والے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور کالجوں کے پروفیسر۔ ایل ایل۔ ڈی۔ ڈاکٹر بھی اس میں شامل ہو چکے ہیں اور سب سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ صرف مسلمان ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ اسلام کے سچے دل سے شیدا ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بہت سے لوگوں کے مضامین بھی رسالہ اسلامک ریویو میں نکلتے رہتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں یہ جوش موجزن ہے۔ کہ اپنے سارے ہم قوموں کو اسلام کی غلامی میں داخل ہوا ہوا دیکھیں +

اس مبارک تحریک کا اثر صرف انگلستان کی حدود تک ہی نہیں اور نہ صرف غیر مسلموں کے لئے ہی یہ ہدایت کا موجب ہوئی ہے۔ بلکہ خود اہل اسلام کے لئے بھی انگلستان کے اندر اور باہر بہت سی برکات کا باعث ہوئی ہے۔ چنانچہ لنڈن میں باقاعدہ نماز جمعہ کا ہونا درحقیقت اسی تحریک سے وابستہ ہے۔ جس التزام کے ساتھ ہماری قوم کے وہ نوجوان جنہیں کبھی ایسا موقعہ شاذ ونادر ہی ملتا ہوگا۔ نماز جمعہ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ وہ بجائے خود اس تحریک کے ایسے مفید نتائج میں سے ہے۔ کہ اس کا اور کوئی فایدہ بھی نہ ہوتا تو اس غرض کے لئے ہی اس کا زندہ اور جاری رکھنا ضروری تھا۔ پھر بہت سے ایسے خطوط مسلمانوں کے آتے ہیں جن میں یہ اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ اس رسالہ کو پڑھ کر درحقیقت ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ تو یہ رسالہ نہ صرف تبلیغ کا ہی ذریعہ ہے۔ بلکہ خود اہل اسلام کے اندر

بھی ایک بیداری پیدا کر رہا ہے۔ اور وہ حقیقی روح پیدا کر رہا ہے۔ جس کے بغیر آج ہماری قوم ایک مردہ قوم بن رہی ہے۔ چنانچہ جہاں کہیں اسلامی ممالک میں یہ رسالہ گیا ہے۔ وہاں یہ بھی خواہش کی گئی ہے۔ کہ اس کا ترجمہ اُس ملک کی زبان میں شایع ہو۔ اور ایک جگہ تو اس کا ایک غیر زبان میں اجرا ہو بھی گیا ہے مصر اور عرب اور شام کے لئے عربی زبان میں اس کے نکالے جانے کے بہت لوگ خواہشمند ہیں۔ جن کی خاطر سردست دو تین چار اوراق عربی زبان میں اصل رسالہ کے ساتھ بڑھا دئے گئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو شاید مستقل طور پر اس کے عربی زبان میں نکلنے کی بھی کوئی صورت پیدا کر دے ۔

انہی تحریکات کے اندر ہندوستان میں بھی کثرت سے احباب اس بات کے خواہشمند تھے۔ کہ اس کا ترجمہ اردو زبان میں شایع ہونا چاہئے۔ چنانچہ یہ انتظام بھی کیا گیا۔ اور چھ نمبر اردو ترجمہ کے نکل بھی چکے ہیں۔ لیکن یہاں پہنچ کر اب میں نے مناسب سمجھا کہ رسالہ کے اردو ترجمہ کا کام اعلیٰ پیمانہ پر ہو۔ اور اس میں نہ صرف انگریزی رسالہ کے مضامین کا ترجمہ ہی شایع ہو۔ بلکہ حسب ضرورت اس ملک کی ضروریات کے مطابق اور مضامین بھی شایع ہوتے رہیں۔ اس لئے اس کا حجم بڑھا دیا گیا ہے۔ اور جنوری ۱۹۱۵ء سے اس کی پہلی جلد عملی رنگ میں شروع کر دی ہے۔ قیمت وہی تین روپے رہے گی جس کا اعلان پہلے ہو چکا ہے۔ مگر علاوہ حجم کے بڑھانے کے کاغذ اور چھپوائی وغیرہ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری اوصاف کا بھی یہ رسالہ جامع ہو۔ جن احباب کو پہلے تین نمبر پہنچ چکے ہیں۔ اور ان کی قیمتیں وصول ہو چکی ہیں۔ اُن سے ان چھ پرچوں کی قیمت ۱۲ر وضع کر کے باقی قیمت ان کی اس نئی جلد میں محسوب ہوگی۔ عموماً یہ کوشش کی جائیگی۔ کہ ہر رسالہ میں اس سے پچھلے مہینہ کے انگریزی رسالہ کا ترجمہ آجائے۔ اور علاوہ ازیں اس ماہ کے ووکنگ مشن اسلام کے حالات بھی درج ہوں۔

اور حسب ضرورت دیگر مضامین اشاعت اسلام پر بھی ہوں - اور اگر کبھی موقعہ ملتا رہا - تو ان بیش قیمت مضامین میں سے بھی جو گذشتہ دو سال میں نکل چکے ہیں - کبھی کبھی کچھ کچھ ہدیہ ناظرین ہوتا رہیگا - یہ بھی کوشش کی جائیگی - کہ اشاعت اسلام کے متعلق اور بھی ضروری اطلاع اس رسالہ کے ذریعہ سے بہم پہنچائی جائے

ایڈیٹر

ماخوذ از اسلامک ریویو انگریزی

بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء

شذرات

یہ نہایت خوشی کا مقام ہے - کہ اسلامک ریویو نے آخر کار انگلستان اور دیگر ممالک میں معقولیت حاصل کر لی - اس کی غرض اشاعت اسلام و تبلیغ دین خیر الانام ہے - اس مجلائے اسلام نے نہ صرف اُن غلط فہمیوں کو یورپ سے ایک حد تک دور کر دیا ہے - جن کو کور باطنوں نے اسلام اور شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یورپ میں پھیلا رکھا تھا - بلکہ جو طبیعتیں مغرب میں مذہب سے بالکل سرد ہو گئی تھیں - اور جن پر دن بدن دہریت اپنا قبضہ کر رہی تھی - اُن میں اسلامک ریویو نے عشق مذہب کی چنگاڑی سلگا کر ٹھنڈی طبیعتوں کو گرما دیا - اس قلیل عرصے میں جب سے اسلامک ریویو جاری ہوا - نتائج ہماری امیدوں سے بہت بڑھکر پیدا ہوئے ۔

ہم آج انگلستانی دوستوں کو اطلاع دیتے ہیں - کہ اُن میں سے ایک کافی تعداد اسلام کی حلقہ بگوش ہو چکی ہے - در اصل اُن میں ایک کثیر تعداد ایسی بھی

ہے جن کا ذاتی مطالعہ ان میں ایسے عقاید پیدا کر دینے کا موجب ہو چکا ہے۔ جو قریب قریب اسلام ہے۔ ہاں وہ خود ابھی تک نہیں جانتے . . . . کہ وہ مسلمان اندر ہی اندر ہو چکے ہیں۔ وہ اپنے عقیدہ کو مذہب معقولیت (ریشنلزم) قرار دیتے ہیں۔ لیکن اُن کے مسلمات تو بالکل اسلام ہی اسلام ہیں۔ یہ ہمارا نتیجہ اُن بیشمار خطوط اور ملاقاتوں کی بنا پر ہے۔ جو گذشتہ ایام میں ہمیں حاصل ہوا ہے۔ یہ اس ایک امر کا عملی اعتراف ہے۔ کہ اسلام انسانی فطرت وضروریات کے بالکل مطابق حال ہے ॰

مشرف باسلام ہونے کا طریق بالکل صاف اور سیدھا سادھا ہے بعض بذریعہ خطوط قبولیت اسلام کا اقرار کر لیتے ہیں۔ اور وہ اقرار دو لفظی ہے۔ ایک نومسلم کو اس امر کا اعتراف کرنا ہوتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے اور آدم سے لے کر آنحضرت صلعم تک سب خدا کے نبی برحق ہیں۔ اور محمد صلعم اُن میں خاتم النبیّین ہیں۔ یہی ان سب کی تعلیم ہے۔ کہ تمام انسان بلا تمیز رنگ و قوم بھائی بھائی ہیں ॰

دوسرا طریق اسلام میں داخل ہونے کا یہ ہے۔ کہ مسجد ووکنگ میں لنڈسے ہال (نوٹنگ ہل گیٹ لنڈن) جہاں ہمارے لیکچر اور خطبات ہوتے رہتے ہیں۔ وہاں آکر اپنے اسلام کا اعلان ہو سکتا ہے۔ ووکنگ مسجد میں ہمارے لیکچر ہر اتوار ۳ بجے سہ پہر کو شروع ہوتے ہیں۔ لنڈسے ہال میں بروز جمعہ قریباً پونے ایک بجے خطبہ شروع ہوتا ہے۔ یہ ہر دو جگہیں مستفسران یا محققان مذہب کے مطالعۂ اسلام کا عمدہ موقع ہیں ॰

مسجد ووکنگ ۔ ہر مذہب و ملت کے لئے کھلی ہے۔ تقریباً ہر روز

ہی مسجد کی زیارت کو بعض اصحاب و خواتین آتی ہیں۔ اُن سے دوران گفتگو میں بعض وقت بعض ایسے مسایل طے ہو جاتے ہیں۔ جن کے سمجھانے میں شاید دوسرے طریق پر بہت ہی وقت خرچ ہو۔ اس کے علاوہ ایک ایک اور مفید طریق یہ ہے۔ کہ ہمارا گھر ہر متلاشی مذہب کو خیر مقدم کہتا ہے پچھلے سال سے عموماً احباب ہمارے ہاں آکر ٹھیرتے ہیں۔ ہمارے وہ مہمان ہوتے ہیں۔ اس طریق سے نہ صرف وہ بالمشافہ بہت کچھ مذہب اسلام کی واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ بلکہ وہ ہماری پرایئویٹ زندگی سے بھی اطلاع پا لیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک کسی مذہب کو اختیار کرنے سے پہلے یہ ایک نہایت ہی محتاط و معقول طریق ہے۔ کہ اس قسم کے اصحاب آکر ہم کو دیکھ لیں کہ ہم جو ان کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ہم خود کس قسم کی زندگی بسر کرتے ہیں +

ہم نہایت مسرت سے اس امر کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ اب خدا کے فضل سے ان نومسلموں کی تعداد اس قدر ہے۔ کہ انہوں نے ایک علیحدہ سوسایٹی بنائی ہے۔ جس کا نام "برٹش مسلم سوسایٹی" رکھا ہے۔ اور جس کے پریزیڈنٹ لارڈ ہیڈلے بالقابہٗ ہیں +

اسلام کیا ہے؟ یہ سوال عام طور پر سرسری واقفیت حاصل کرنے لئے ہم پر لوگ کرتے ہیں۔ اسلام کے عقاید میں سب سے پہلے یہ بات داخل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو جس نے تمام موجودات کو پیدا کیا ہے۔ اور جو اسے قایم رکھتا ہے۔ جو سب سے زیادہ رحم اور محبّت کرنے والا ہے اور انسان کی خطاؤں کو توبہ کرنے پر اور اُس کے رحم اور محبّت کیطرف رجوع کرنے پر معاف کرنے والا ہے۔ اُسے واحدہٗ لاشریک مانیں۔ اور اُسکی

توحید میں کسی قسم کا شرک داخل نہ کریں۔ ثانیاً اسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تمام انبیاء حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت یعقوبؑ حضرت اسمٰعیلؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ایمان ہو۔ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور بجز اُس کے اور کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہئے کسی نبی کی پرستش نہیں ہونی چاہئے۔ ہم نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے ہیں اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السلام کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ الہامی کتاب جس میں اسلام کی تشریح کی گئی ہے۔ وہ قرآن کریم ہے۔ اور اُس کے اصول ومسایل عقل کی کسوٹی پر پرکھنے سے ویسے ہی صحیح ثابت ہوئے ہیں جس طرح کہ اُن پر کاربند ہو کر عمل کی کسوٹی پر وہ مفید پائے گئے ہیں۔ یہ مذہب کسی سے یہ توقع نہیں رکھتا۔ کہ اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے اس کے اصول پر ایمان لایا جاوے۔ بلکہ اسلام اس قسم کے بودے اور غیر معقول اصول سے بالکل پاک ہے۔ جو عقل سلیم نہ مان سکے +

اسلام کی تعلیم میں یہ تلقین کی جاتی ہے۔ کہ تمام احکام جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جاری کئے ہیں۔ اُن کی تعمیل کی اُس کو طاقت حاصل ہے اور ان تمام عیوب اور غلط کاریوں سے بچنے کی بھی اُس میں طاقت ہے جن سے اللہ تعالےٰ نے اُن کو روکا ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تعمیل اور گناہوں سے بچنے کی طاقت انسان کو عطا کی ہے۔ اسلام میں ایک ایسا نظام موجود ہے۔ جو انسان کی فطرتی طاقتوں کو نشو ونما دینے میں مدد دیتا ہے۔ اخلاقی۔ مذہبی۔ مجلسی۔ ملکی۔ تجارتی۔ فوجی اور قانونی معاملات میں اعلیٰ پایہ کے متعلق قواعد موجود ہیں۔ مدعا اس قدر تفصیل کا صرف یہ ہے۔ کہ انسان کی رہنمائی میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔ اور وُہ

خالق و مخلوق کے ساتھ اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق قایم کر سکے
اس مذہب کے بانی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں
اسلام کی تعریف یوں کی ہے "خدا کے احکام کی تعظیم اور مخلوق خدا پر
شفقت" اسی اصول کے مطابق مسلمانوں کی زندگی کا یہ ایک ضروری
عنصر ہے کہ وُہ خدا کی حمد کریں۔ اور اُس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی رکھیں
اسلام میں خدا اور انسان کے درمیان اور کوئی حایل نہیں ہے۔ ہر ایک
انسان خدا کے ساتھ براہِ راست تعلق قایم کر سکتا ہے۔ بجائے اِس کے
کہ انسان کی فطرت کا ضروری حصہ گناہ سمجھا جاوے۔ اسلام یہ تسلیم کرتا ہے
انسان کی فطرت معصوم ہے۔ بچّہ جب پیدا ہوتا ہے۔ وہ گناہ سے پاک ہوتا
ہے۔ اور اگر چاہے تو تمام عمر بھر گناہ سے پاک رہ سکتا ہے۔ اسلام کی یہ
تعلیم نہیں ہے۔ کہ انسان گناہ کے بارِ گراں سے کسی صورت میں بچ ہی نہیں
سکتا۔ اور کہ خواہ وُہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ وُہ گناہ
سے محفوظ رہ سکے۔ اسلام نے انسان کو اس قسم کی مایوسی پیدا کرنے والے
اصول سے نجات دے دی ہے۔ اور ان لوگوں کے عذر نامعقول کو ہمیشہ
کے لئے توڑ دیا ہے۔ جو گناہ تو خود کرتے لیکن اپنی غلطیوں کا ذمہ وار اللہ
تعالیٰ کو ٹھیراتے ہیں۔ صرف اسی بنا پر کہ خدا نے انسان کی فطرت ہی ایسی
کیوں بنائی ہے۔ جس کا خاصہ گناہ ہے۔ خدا نے انسان کی فطرت ایک
غرض اور مدعا کے لئے بنائی ہے۔ وُہ خدا کی مرضی کی تعمیل کرنا ہے
انسان کی نجات اسی میں ہے کہ وُہ خدا کی مرضی کے مطابق چلے۔

ہم اپنے ناظرین کی واقفیت کیلئے یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتے
ہیں۔ کہ مفصلہ ذیل مضمون نگار صاحبان۔ جن کے مضامین اس رسالہ میں
نکلتے رہتے ہیں۔ انگریز نومسلم ہیں۔

رایٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے فاروق بالقابہ۔ ڈاکٹر ہارون مصطفےٰ ایچ۔ بی این پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایل ایل ڈی۔ ایف۔ ایس۔ پی۔ ڈاکٹر بین نیول جے وے مانٹ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مسٹر یحییٰ پارکنسن ایف۔ جی۔ ایس مسٹر خالد شیلڈریک۔ مسٹر عمر فلایٹ۔ امینہ۔ مسز مبارکہ ایلس ولش۔ جمیلہ برج مسٹر شمس الدین سمس۔ مسٹر احمد ولش اور مسٹر نور الدین ہیرس ⁂

اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض

از خالد شیلڈرک

(نماز کا عربی زبان میں ادا ہونا۔ نماز کے مختلف ارکان)

اس شہر ووکنگ میں ہمارے ایک دوست ہیں۔ جو کچھ دن ہوئے اب مسلمان ہوئے ہیں۔ وہ کبھی کبھی اپنی اُس ترسان و خایف حالت کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے ساتھ وہ پہلے دن ووکنگ مسجد میں داخل ہوئے۔ انہیں یہ بتلایا گیا تھا۔ کہ اسلامی نماز پُر از اسرار حرکات اپنے اندر رکھتی ہے۔ اُن کا خیال تھا۔ کہ اُنہیں مسجد میں جاکر کوئی نامانوس رقص یا کسی قسم کی بھیانک آوازیں سُنائی دینگی۔ یا شاید شعلے ہی نظر آویں۔ وہ کئی دفعہ مسجد میں آنے کا ارادہ کرتے رہے لیکن وہ اس خوف پر غالب نہ آسکے۔ آخر کئی دن ارادہ توڑ کر ایک دن وہ اپنے خوف پر غالب آگئے۔ اور مسجد کی طرف آنکلے۔ کیا عجیب بات ہے کہ ٹھیک اُس وقت ہم نماز میں مصروف تھے۔ ہمارے رکوع و سجود نے اُن کے دل میں خوف افزا خیالات کا ایک ہجوم پیدا کر دیا۔ وہ بیٹھ تو گئے لیکن ہر لحظہ وہ اس بات کے منتظر تھے۔ کہ اُن کے سامنے کوئی خطرناک ہیبت افزا واقعہ پیش ہونے والا ہے۔ وُہ اس گھبراہٹ میں تھے۔ کہ ایک اور

غیر مسلم خاتون بھی مسجد میں آگئی۔ اور ہمارے دوست کے پاس بیٹھ گئی۔ اس سے ان کی گھبراہٹ کسی قدر کم ہوگئی اور اُن کو کسی قدر خوف سے اطمینان ہوگیا۔ اس قلبی کیفیت کو ہمارے اس دوست نے ہی محسوس نہیں کیا بلکہ کثرت سے ایسے اصحاب یہاں مغرب میں ہیں۔ جو اسلامی نماز کو استعجاب سے دیکھتے ہیں۔ اور ہماری نماز کے متعلق اپنے دل میں طرح طرح کے خیالات رکھتے ہیں۔ ہم تو ایک خدائے واحد کے آگے سربسجود ہوتے ہیں۔ وہ گمان کرتے ہیں۔ کہ ہم سورج[1] کے پرستار ہیں۔ ہم تو عربی زبان میں آیات قرآن پڑھتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اجنبی الفاظ بھوت پریت کو بلانے کے لئے ہم استعمال کرتے ہیں۔ ایسا ہی بہت سے لوگ اپنی عدم واقفیت اسلام کے باعث یہ یقین کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو جن بھوت نکالنے کے طریق آتے ہیں۔ یہ عجیب خیالات ہمارے متعلق اُن ناولوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ جو اُن کے مصنفین یا تو جہالت یا تعصب سے پھیلا دیتے ہیں دقت یہ ہے۔ کہ ناول اور قصہ کہانیاں ہی یورپ میں ایسی چیزیں کہ جن کے ذریعہ بہت سے امور عامۃ الناس طبقہ میں پھیلائے جاتے ہیں۔ بہت

[1] یہ عام طور پر انگلستان میں مشہور ہے۔ کہ اہل اسلام سورج کی پرستش کرتے ہیں نہ معلوم اس خیال کی کونسی چیز ذمہ وار ہے۔ ہاں لنڈن کے کوچوں میں اور ایسا ہی اور شہروں میں ایک ہری کین کی قسم کا اشتہار دیکھنے میں آیا ہے۔ اُس لالٹین کا نام موجد نے سورج رکھا ہے۔ اشتہار میں اس لالٹین کی تصویر کے مقابل چند مسلمانوں کو سربسجود دکھلایا گیا ہے۔ اس اشتہار نے بھی اُس غلط خیال کی تائید کی ہے جس نومسلم دوست کا شیخ خالد شیلڈرک اپنے مضمون کے ابتدا میں ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی اسی خیال کو لے کر مسجد میں آئے تھے۔ اللہ تعالے نے آخر انہیں نور اسلام سے مشرف کیا۔ اور ان کا اسلامی نام شمس الدین رکھا گیا (ایڈیٹر)

سے لوگ ہیں۔جو کسی مضمون پر مستند کتاب نہ تو پڑھنے کا وقت رکھتے ہیں نہ ایسا کرنے کے لئے اُن میں استعداد ہے۔لیکن یہی لوگ چند ناول اور کہانیاں پڑھ کر اسلام پر ہر طرح کی واقفیت بہم پہنچانے کے ٹھیکہ دار ہو جاتے ہیں۔یہ ایک مشکل ہماری راہ میں ہے۔جس کو ہمیں آخر کار حل کرنا ہے یعنی وہ اجنبیت جو مغربی دل کو اسلامی تعلیم اور اسلامی نماز کی نسبت ہے۔چنانچہ سب سے پہلا اعتراض ہے۔کہ

نماز کیوں عربی زبان میں ادا کی جاتی ہے

بار بار یہ سوال ہم سے ہوتا ہے۔کہ ایک نماز پڑھنے والے کو ایسی زبان میں جسے وہ سمجھتا نہیں نماز پڑھنے سے کیا فایدہ ہے۔اب یہ غور طلب سوال ہے۔کہ یہ اعتراض کہاں تک اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔اس جگہ سب سے پہلے قومیت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ہم اینگلو سیکسن لوگ ہیں۔ ور سخت قدامت پرست ہیں۔ہم اکثر اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔کہ ہم سے غیر قوموں کو کوئی روشنی ملے۔اس لئے ہمارے پراٹسٹنٹ گرجاؤں میں ہمیشہ انگریزی زبان استعمال ہوتی ہے۔عام خیال یہ ہے۔کہ اگر ایک اجنبی ہماری زبان نہیں سمجھ سکتا۔اُس کے قومی حالات اور عادات ہمارے مطابق حال نہیں۔تو ہم اس کی علی العموم کم پرواہ کرتے ہیں۔لیکن بالفرض ایک فرانسیسی یا جرمن یا روسی ہمارے گرجا میں آجاوے۔تو کیا وہ سمجھ لیگا۔کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔کیا وہ اور عبادت کنندوں کے ساتھ بیٹھ کر شریک عبادت ہو سکتا ہے۔کیا وہ خیال کر سکتا ہے۔کہ میں اپنی برادری میں ہوں یا وہ اپنے آپ کو اجنبوں کے حلقہ میں پائیگا۔اُس کے کان میں ناآشنا الفاظ آئیں گے اُس کے اردگرد اجنبیت ہی اجنبیت ہوگی۔اور کیا یہ ناممکن نہیں۔کہ وہ اس سارے کے سارے منظر سے گھبرا جائے۔ہمارا عبادت کے الفاظ اپنی زبان میں دہرانا۔ہمارا مختلف گیت گانا۔ہمارا خطبہ ہمارا وعظ۔اُس

کے لئے سب کا سب ایک بیہودہ اور بے معنی فعل ہوگا۔ ہم سے تو رومن کیتھلک ہی اچھّے ہیں۔ کہ جنہوں نے اس وقت کو سمجھا ہے۔ اور لاطینی کا رواج اپنی عبادت میں دے رکھا ہے ہر ایک کیتھلک عیسائی جس ملک میں جائے وہ گرجا میں جاکر عبادت میں اجنبیت نہیں پاتا۔ اگر ایک مذہب مختلف ممالک اور مختلف قوموں میں رائج ہو۔ تو اُس کی عبادت میں وحدت اُسی صُورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب عبادت کو مختلف اقوام کی زبان سے آزاد کرکے اُس کے لئے ایک زبان تجویز کی جاوے۔ یہ تو اعتراض کر دیتے ہیں۔ کہ اسلام نے کیوں نماز میں عربی زبان کو اختیار کیا ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اسلام کسی ایک قوم کا مذہب نہیں۔ بلکہ کل دنیا کا مذہب ہے۔ اگر اسلام کسی خاص ملک کا مذہب ہوتا۔ مثلاً ترکوں کا تو ترکی کا استعمال جائز تھا۔ جیسے ہم لوگ انگریزی کو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ہم کو تو قومی بندھنوں سے ذرا آزاد ہو کر اسلام کے لئے کل دُنیا کو سامنے رکھنا ہے۔ مسیح تو بالضرور اپنے یہوداکی بکھری ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے اپنی خواری سمجھتا ہے۔ لیکن محمد صلعم تو فرماتے ہیں۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔ میں تو کل دنیا کے لئے رحمت ہو کر آیا ہوں۔ اس سے ہمیں سمجھ آتی ہے۔ کہ ان دو پیغمبروں کے مشن میں کہاں تک فرق ہے۔ مسیح در اصل یہودیوں کے لئے آئے تھے۔ جو ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔ ان کی ہی اصلاح اُن کے مدّنظر تھی۔ اُن کے مشن کا خاتمہ اچانک اور بہت جلد ہوگیا۔ نہ تو اُن کو موقعہ ملا۔ کہ وہ اپنی تعلیم کو بحیثیت مجموعی پیش کرسکیں اور نہ وہ اسے مکمل کرسکے۔ اُن کے ذہن میں بھی یہ بات نہ آسکی۔ کہ اُن کی تعلیم کبھی سیریا کے حدود سے بھی باہر جاسکے۔ یہ تو اُن کے بعد اُن کے پیرؤں کو خیال آیا۔ جب یہودیوں نے اُن کی نہ سُنی۔ تو اُنہیں خیال آیا۔ کہ ہم اس تعلیم کو غیر مختون قوموں میں پھیلائیں۔ یہ تو محمدؐ عربی کا زبردست اور مضبوط قلب تھا جس نے دیکھ لیا۔ کہ آپ کے کلمات کافۃ الناس کے

لئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں ہی عرب سے باہر دیگر اقوام کے پاس پیغام اسلام بھیجا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک لمبی عمر عطا کی۔ اور وہ اپنی زندگی میں اپنے مشن کی تکمیل کر کے اُٹھے۔ لہذا اگر عربی زبان نماز کے لئے انتخاب کی گئی تو محض ارادہ خداوندی سے کی گئی۔ قرآن کریم عربی زبان میں اس لئے نازل ہوا۔ کہ عربی زبان کل دیگر زبانوں کے خلاف تغیرات کے اثر سے محفوظ ہے اور اس لئے یہی ایک زبان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے اُس آخری پیغام کا تخت گاہ ہوسکتی ہے۔ جو کل دنیا کے لئے نازل ہوا۔ قرآن کا اپنی اصلی حیثیت میں محفوظ رہنا بذاتِ خود اس کے لئے ایک معجزہ ہے۔ آج بھی یہ کتاب مقدس اُسی شکل وصورت میں موجود ہے۔ جس میں آنحضرت صلعم اسے چھوڑ گئے۔ تیرہ سو برس سے یہ کتاب تحریف مذہبی سے محفوظ ہے۔ کیا یہ بات ہم کسی اور مقدس کتاب کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔ صرف ہم مسلمان ہی وثوق کے ساتھ اپنی کتاب کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے ہاتھ میں ہو بہو وہی کتاب ہے جو ہمارے خدا نے ہمارے رسول کو دی۔ یہ کتاب عربی مبین میں نازل ہوئی میں نے ابھی کہا ہے۔ کہ ایک عربی زبان ہی ایسی زبان ہے۔ جس کے الفاظ کی شکل ومعانی غیر معتبر حالت میں رہے ہیں۔ باقی کل کی کل زبانیں بدلتی ہیں اور بدلتی رہی ہیں۔ یہی ہماری انگریزی زبان گذشتہ چند صدیوں میں کس قدر ہیولے بدل چکی ہے۔ لہذا عربی ہی ایک زبان ہے۔ جو عالمگیر الہام کے لئے موزون ہے۔ اسی طرح جو نماز کل قوموں کے لئے تجویز ہو نہ کہ صرف افریقہ یا امریکہ کے لئے وہ ضرور ہی ایک زبان میں ہونی چاہیئے۔ جو سب زبانوں کی قایم مقام سمجھی جاوے۔ نماز چند مختصر عربی الفاظ ہیں۔ جن سے زبان اور کان جلد آشناء ہو سکتے ہیں۔ ان کے مطالب کو بھی انسان بہت جلد سمجھ سکتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان اُس کی خواہ کوئی بھی زبان ہو۔ کوئی بھی ملک وہ کسی قوم کی مسجد میں چلا جاوے۔ اور وہاں نماز ہوتی ہو۔ اُس کے کان اُسے فوراً کہہ دیتے

کہ اسکی نماز ہو رہی ہے۔ اگر مختلف ملکوں کے مسلمان اپنی اپنی زبان میں نماز ادا کریں۔ تو ان ایام میں جب کل ممالک میں اس قدر آمد و رفت ہے۔ کس طرح کوئی مسلم دوسرے ملک کی مسجد میں جاکر سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ وہی نماز ادا کر رہے ہیں۔ جو اسلام کی تعلیم کردہ ہے نہ کوئی اور۔ یہ امر تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب کل ممالک کے مسلمان ایک ہی زبان میں نماز ادا کریں۔ اور جب یہ صورت ہے۔ تو عربی زبان سے زیادہ کسی اور زبان کا حق نہیں کہ وہ ذریعہ نماز ہو سکے۔ کیا یورپ اس وقت کو محسوس نہیں کر رہا۔ اس وقت مختلف یوروپین ممالک میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور چاروں طرف ایک مشترک زبان کی ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے۔ کیا والپاک۔ اسپیرنٹو۔ اور آئڈو نے اپنی اپنی جگہ ایسے ہی امور کے واسطے یورپ میں ایک مشترک زبان تجویز کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیا یورپ میں ہر جگہ اس دقت کو محسوس نہیں کیا جاتا۔ کہ ایک مشترک زبان کے نہ ہونے سے کس طرح مختلف یوروپین ممالک کے لوگ نہ تو ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہو سکتے ہیں۔ نہ تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔ اور کیا ان تمام ضروریات کا علاج اس وقت زبان اسپیرنٹو میں نہیں دیکھا گیا۔ جب خود یورپ اس فکر میں ہے۔ تو پھر اگر مسلمانان عالم اپنی نماز کے لئے ایک مشترک زبان یعنی عربی اختیار کریں۔ تو کونسی اچنبھا بات ہے۔ کیا یہ روح افزا امر نہیں۔ کہ ایک مسلمان خواہ کسی ملک و قوم کا ہو۔ وہ بلا تامل کل دنیا میں جاکر جہاں چاہے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور نہ صرف شریک نماز ہی ہو سکتا ہے۔ بلکہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کے ہم مذہب غیر ملک کدبیا تحکیا کر رہے ہیں۔ اسلام نے رنگت۔ زبان اور ملک کے امتیاز کو اپنے میں سے مٹا دیا ہے۔ یہ تعصبات اور تمیزیں تو صرف انہیں مذاہب کا حصہ رہ گئی ہیں جو عالمگیر مذہب ثابت نہیں ہو سکے۔ مسلمان سب کے سب ایک دوسرے

کے بھائی ہیں۔ کوئی قومی یا شخصی تمیز اُن میں نہیں۔ یہ اخوت اسلامی محض زبان یا ہونٹوں پر نہیں ہوتی۔ بلکہ مسلمانوں میں اخوت ایک عملی حقیقت ہے۔ کیا مسرّت افزا اور خوش کن وہ وحدت ہے جس نے یہ اخوت پیدا کر رکھی ہے۔ ایک ہی زبان۔ ایک ہی اخوت کی روح۔ اور ایک ہی مذہب کیا صرف یہ ایک بات ہی اسلام کو اس امر کا مستحق نہیں ٹھیراتی۔ کہ اسے عالمگیر مذہب سمجھا جاوے ٭

نماز پر دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض جو ہماری نماز پر ہوا کرتا ہے۔ وہ اس کے رکوع و سجود و قعدہ۔ قومہ وغیرہ کے متعلق ہے۔ یہ اعتراض اُن لوگوں کی زبان پر تو موزون نہیں معلوم ہوتا۔ جو گرجا میں عبادت کے لئے تو جاتے ہیں۔ لیکن وہاں کرسیوں پر بیٹھکر صرف گردن کو جھکا دینے میں نماز کا خاتمہ کر لیتے ہیں۔ کیا یہ منافقت نہیں کہ خود اُن کا مذہب تو اُنہیں اس قسم کے سجود و رکوع سکھلاتے اور وہ محض جسمانی تکلیف سے بچنے کے لئے رکوع سجود کی بجائے صرف گردن جھکانا کافی سمجھیں۔ اور اعتراض ان لوگوں پر کریں۔ جو ان فرایض کو ادا کریں۔ ہاں ہم نماز میں سینہ پر دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں لیکن کیا یہ حالت توجہ اور عزت کے اظہار کے لئے طبعی حالت نہیں۔ کیا جب ہم کسی امر پر نہایت توجہ سے غور کرتے ہوں۔ یا کسی فصیح اللسان کی تقریر غور سے سنتے ہوں۔ تو ان دو حالتوں میں ہم طبعاً یہی حالت چھاتی پر ہاتھ باندھنے کے اختیار نہیں کر لیا کرتے۔ کیا سینہ پر ہاتھ رکھنا تسلیم و اظہار کے لئے بہترین طریق نہیں۔ کیا یہی تصویر ہمیں اس قیدی کی شکل میں نظر نہیں آتی۔ جب وہ حاکم کے سامنے اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو پھر اگر نماز میں ہم نے یہ طرز اختیار کر لی۔ تو پھر استعجاب کیوں ہو سکتا ہے۔ ہاں ہم نماز میں اپنے زانوؤں پر بھی ہاتھ رکھتے ہیں۔ کیا اس طریق سے تعلیم کا

کامل اظہار نہیں ہوتا۔ کیا اگر راہ میں ہم کسی شریف یا کسی خاتون سے ملیں۔ تو ہم اس کے سامنے نہیں جھکتے۔ یہ تو ہم معمولی ملاقات کے وقت ہر ایک کے آگے کیا کرتے ہیں۔ تو پھر اگر اسی طرح ہم خدا کے آگے جھک جائیں۔ تو اُس میں کونسا اچنبھاپن ہے۔ ہاں ہم سجدہ بھی کرتے ہیں۔ جب ہم اپنا ماتھا زمین سے رگڑتے ہیں۔ کیا اس سے بہتر اور اس سے زیادہ موزون طریق دنیا میں اظہار تذلل کا کسی انسان کے لئے کوئی تجویز کر سکتا ہے۔ جب اُن سے احکم الحاکمین کے آگے کھڑا ہونا ہو۔ کیا ہم زمینی بادشاہوں کے سامنے جب جاتے ہیں۔ تو کیا سر سیدھا کھڑا کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ یا زانو دبا کر اور سر جھکا کر اُن کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ جب تک ہمارے بادشاہ ہمیں اذن نہ دیں۔ ہم سر نہیں اُٹھاتے۔ کس قدر زیادہ تذلل کے ساتھ اپنے خداوند کے آگے جھکنا چاہیے۔ جو ہماری ہر طرح کی ربوبیت کرتا ہے۔ ہمارا سر ہمارے جسم کا ممتاز حصہ ہے۔ ہمارے سر میں ہماری اعلیٰ سے اعلیٰ استعدادیں ہیں ہم اسی کو خدا کے آگے زمین پر رکھ کر دنیا کو دکھلاتے ہیں۔ کہ ہم اُس احدیت مآب کے آگے ذرۂ بےمقدار ہیں خدا نے ہی ہمیں ہر قسم کی راحت اور آسایش مہیا کی ہے۔ اور خدا ہی ہماری ساری ضروریات کا کفیل ہے۔ تو پھر کیوں نہ ہمارے تذلل اور انکسار کا اظہار اُس کے سامنے سب سے زیادہ ہو۔ پھر بائیبل میں جا بجا سجدہ کا ذکر آیا ہے خود مسیح اکثر سجدہ میں گر جایا کرتا تھا۔ تو پھر ہمارے سجدہ پر کیوں حیرت ہوئی ہے۔ بہر حال جس بات کو ان اہلِ مغرب نے ایک راز سر بستہ سمجھا۔ وہ تو کوئی راز نہ نکلا۔ اور اسلامی نماز تو در اصل وہ تمام اعلیٰ صفات اپنے اندر رکھتی ہے۔ جو ادب۔ تعظیم اور عبادت کے لئے ضروری ہیں۔ اہلِ مغرب اگر مادیات کو چھوڑ کر روحانیات کی طرف آجاویں۔ تو پھر اُن کو وُہ امر بھی اجنبی نہ معلوم ہوگا۔ جو اللہ کی ہیکل میں مسلمان برنگِ نماز اختیار

کرتے ہیں۔ یورپ کو سمجھ آجاویگی۔ کہ اسلام کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ اپنی نماز کو اُن کے حالات کے مطابق کردے۔ بلکہ اس بات کی زیادہ ضرورت ہے۔ کہ مغرب کے غلط خیالات کو اسلامی نماز کی روحانیت سے دھو ڈالے ؎

حسن قرآن کریم پر عیسائی اہل قلم

لوگوں کی شہادتیں

قرآن کریم کسی حمایت کنندہ کا محتاج نہیں۔ اس کا حسن پڑھنے والے پر پوشیدہ نہیں لیکن ان دنوں میں جب کہ اسلام اور اسکی مقدس الہامی کتاب پر طرح طرح کے بے بنیاد الزام لگائے جارہے ہیں۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ کہ ذرا اُن فضلاء و حکما کی کتابوں کے اوراق پر ایک نظر ڈالی جائے جن کو اس عظیم الشان کتاب کے مطالعہ اور اُس کے اصولوں پر غور کرنے کے بعد رائے قایم کرنے کا موقعہ ملا۔ ایسے جاہلوں کی بکواسیں جو تعصب کے ماتحت ہوتی ہیں۔ مفصلہ ذیل اقتباسات کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتی ہیں ؎

اس مقدس کتاب کا نام ہی قرآن ہے جس کا مادہ لفظ قرأ ہے جس کے معنے ہیں پڑھنا اور قرآن کے لغوی معنی ہیں "پڑھائی" یا "ایسی چیز جسے پڑھنا چاہئے" یہ چھوٹے بڑے ۱۱۴ حصوں میں منقسم ہے۔ جن کو سورتیں کہا جاتا ہے۔ پھر ہر ایک ان میں سے بجائے خود آیات پر منقسم ہے۔ ہر ایک سورت کا ایک الگ نام ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ سورۃ کا نام ایک ایسا لفظ ہوتا ہے۔ جو خود سورۃ میں موجود ہوتا ہے۔ نام کے بعد ہر سورۃ کے شروع میں سوائے نویں سورت کے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہوتی ہے ؎

جارج سیل اپنے ترجمہ کی تمہیدی بحث میں کہتا ہے :-
"قرآن کے لئے عام طور پر اجازت دی گئی ہے۔ کہ اسے نہایت صفائی ودرستی وزبان کی پاکیزگی کے ساتھ لکھا جاوے . . . . یہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ یہ کتاب عربی زبان کے لئے سند ہے" پس جارج سیل کے یہ الفاظ ہمارے سامنے موجود ہیں جن میں وہ قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت کی تعریف کرتا ہے۔ اور تسلیم کرتا ہے کہ زبان عربی کے لئے یہ کتاب بسند ہے۔ کیا یہ اس بات کے لئے زبردست شہادت نہیں ہے۔ کہ یہ کتاب جیسی آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی۔ اُسی طرح بغیر کسی تغیر وتبدل کے آج بھی موجود ہے۔ اور جب علمی تنقید کے ماتحت تمام دوسری مقدس کتابوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اس حالت میں بھی قرآن کریم اپنی ناقابل گرفت طرز بیان میں آج اسلامی دنیا کا ہادی ثابت ہو رہا ہے ؛

کارلایل کہتا ہے :- "جب ایک دفعہ قرآن کریم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ تو اسکی حقیقتیں خود بخود کھلنے لگ جاتی ہیں۔ اور اُن میں ایک خوبی نظر آتی ہے۔ جو ادبی تحریروں سے بالکل الگ ہے۔ جو کتاب دل سے نکلتی ہے۔ وہ دل پر جا بیٹھتی ہے۔ سب قسم کے تصنع اور تفنن اس کے آگے ہیچ ہوتے ہیں۔ کوئی یہ کہ سکتا ہے۔ کہ قرآن کی پہلی صفت اس کی راست بیانی ہے۔ یعنی یہ حقیقی معنوں میں کتاب ہے۔ لیکن میرے نزدیک قرآن کی خوبی تو اسکی صداقت ہے۔ ہر حالت میں ایک کتاب کی یہ سب سے پہلی خوبی ہے۔ اور اسی پر تمام خوبیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسی خوبی سے تمام خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بلکہ درحقیقت یہی ایک خوبی ہے۔ کہ جس سے ہر ایک خوبی کا آغاز ہو سکتا ہے"؛

کارلایل اس مقدس کتاب کو دوسرے پہلو سے دیکھتا ہے، اور پاتا ہے۔ کہ یہ کتاب براہِ راست دل پہ اثر کرتی ہے۔ وہ اس بات کا ثنا خوان

ہے۔ کہ اس کے ہر صفحہ سے صداقت ٹپکتی ہے۔ اور اسکی راست بیانی نے اُس کو گرویدہ کیا ہے۔ پھر ہمارے پاس سر ولیم میور کی شہادت بھی موجود ہے۔" قرآن ایسی دلایل سے بھرا پڑا ہے۔ جو قدرت اور فطرت سے لی گئی ہیں اور جن کا مقصد یہ ہے۔ کہ اللہ تعالی کی جو احکم الحاکمین ہے ہستی کا ثبوت دیا جائے اور اُس کے فایق بر ہمہ حق کو منوایا جائے۔ جو انسان فرمانبرداری اور شکرگذاری چاہتا ہے۔ مابعد الموت زندگی میں جزاء و سزا کی کیفیت۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تائید۔ اپنے خالق کی عبادت اور فرمانبرداری کو اپنا فرض اور عین خوشی سمجھنا۔ اور ہیجو قسم باتوں کو ایسی خوبصورت اور پُر زور زبان میں بیان کیا ہے۔ کہ حقیقی نظمی کیفیات کا نقشہ جم جاتا ہے۔ اسی طرح مسئلہ حشر اجساد کی معقولیت کو نہایت زبردست دلایل کے ساتھ مبرہن کیا ہے خصوصاً جو تشبیہیں حشر اجساد کی کرہ ارض کے جنوبی ممالک کی زمینوں کے ساتھ دی ہیں۔ وہ کیسی دلفریب ہیں۔ کس طرح زمین مدتوں خشک اور مدتوں مردہ حالت میں پڑی رہتی ہے۔ پھر کس طرح آسمان سے بارشیں آ کر اس میں فی الفور زندگی اور تر و تازگی پیدا کر دیتی ہیں "

واشنگٹن آروِنگ اپنی کتاب لایف آف محمدؐ میں لکھتا ہے " قرآن میں نہایت پاکیزہ ارفع و اعلیٰ اور سچائی پر مبنی اصول ہیں "

ڈیون پورٹ اپنی کتاب "محمدؐ اینڈ دی قرآن" میں لکھتے ہیں " قرآن اسلامی دنیا کے لئے ہر پہلو اور ہر حالت زندگی کے لئے کیا بلحاظ تمدن و معاشرت سول اور تجارت۔ فوج اور عدالت۔ فوجداری اور دیوانی اور کیا بلحاظ مذہب کے ایک قانونی کتاب ہے۔ اس کے ذریعہ مذہبی عبادات و رسومات سے لے کر روزمرہ کے کاموں تک۔ نجات روحانی سے لے کر صحت جسمانی تک قومی حقوق سے لے کر شخصی حقوق تک۔ اخلاق فاضلہ سے لے کر جرایم تک سزائے دنیوی سے لے کر عقوبت اخروی تک غرض ہر چیز کو ایک قاعدہ کے

ماتحت لایا گیا ہے۔

اڈمنڈ برک الزاماتِ وارن ہیسٹنگز میں قرآن کے حسن کی سرکار میں نہایت ہی اعلیٰ نذر پیش کرتا ہے:-

"شریعت محمدیؐ ایک تاجدار سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر یکساں فرض ہے۔ یہ ایک ایسی شریعت ہے۔ جس میں سب سے زیادہ معقول۔ سب سے زیادہ عالمانہ۔ سب سے زیادہ مہذب اصولی قانون ہیں۔ جو تمام دنیا میں لاثانی ہیں"

ڈیون پورٹ یہ بھی لکھتا ہے کہ "قرآن کی بے شمار خوبیوں میں سے دو خوبیاں نہایت روشن ہیں۔ اوّل تو یہ کہ اس میں جب خدا کا ذکر آئیگا تو خدا کی عظمت اور جلال اور تقدس کو ہمیشہ ظاہر کرنے والا ہوگا۔ اور کبھی خدا کی طرف انسانی کمزوریاں اور جذبات کو منسوب نہیں کریگا۔ اور دوم تمام قرآن ایسے خیالات۔ الفاظ۔ بیانات وغیرہ سے قطعاً مبرا ہے۔ جو گندے۔ بد اخلاق اور فحش ہوں۔ جیسا کہ اس کتاب میں پائے جاتے ہیں۔ جسے عیسائی لوگ پرانا عہد نامہ (توریت) کہتے ہیں۔ ان لفظوں سے جن کا عیسائی انکار نہیں کر سکتے۔ قرآن ایسا پاک اور مبرا ہے۔ کہ اس میں ذرا بھی کاٹنے چھانٹنے کی ضرورت نہیں۔ اور شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جاؤ مگر حیا کا رخسارہ شرم سے گلگوں نہ ہوگا"

باسورتھ اسمتھ اپنی کتاب لایف آف محمدؐ میں مفصلہ ذیل بیان معرض تحریر میں لاتا ہے "ایک ایسی بینظیر خوش نصیبی ہے جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رنگ میں بانی ہوئے۔ ایک قوم کے بانی۔ ایک سلطنت کے بانی۔ اور ایک مذہب کے بانی۔ باوجود امی اور لکھے پڑھے نہ ہونے کے آپ ایک ایسی کتاب کے مصنف ہوئے جو کہ ایک ہی وقت میں نظم بھی ہے۔ قانونی کتاب بھی ہے۔ اور یہ بشارت بھی ہے۔ اور آج کے دن تک بلحاظ اپنی فصاحت و بلاغت اور معارف وحقایق کے کل نبی نوع انسان کی ۱/۴ آبادی اسے ایک معجزہ سمجھتی ہے۔ اور اس کی

دل سے تعظیم و تکریم کرتی ہے۔ یہ ایک خاص معجزہ ہے۔ جو آنحضرت نے پیش کیا اور اُسے دائمی معجزہ کے نام سے آپ نے یاد کیا۔ اور درحقیقت یہ کتاب ایک معجزہ ہے"۔

پاپولر انسائیکلو پیڈیا حصہ ہشتم صفحہ ۳۲۶ میں ہم پڑھتے ہیں۔ "قرآن کی زبان سب سے زیادہ خالص عربی سمجھی جاتی ہے۔ اور ایسا دلربا انداز بیان اور خوبصورت نظام ہے۔ کہ اس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے اخلاقی۔ اصول نہایت پاکیزہ ہیں۔ جو آدمی بھی اُن پر چلیگا ضرور ہے کہ وہ متقی بنجائے"

ہربرٹ لکچرز میں مفصلہ ذیل فقرہ پایا جاتا ہے "شریعت اسلام میں قابلِ تعریف اخلاقی اصول ہیں۔ اور جو سب سے بڑھکر ہے وہ یہ ہے۔ کہ اسلامی شریعت اُن اصولوں پر عملدرآمد کرانے اور ان کے بجالانے کے تاکیدی احکام میں کامیاب ہوجاتی ہے"۔

ڈین اسٹینلے ایک فاضل عیسائی اپنی کتاب ایسٹرن چرچ صفحہ ۳۷۹ میں لکھتا ہے "قرآن کا قانون بلاشبہ بائیبل کے قانون سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا"۔

ڈیوڈ ارکوہارٹ اپنی نہایت سمجھ سے لکھی ہوئی کتاب "دی اسپرٹ آف دی ایسٹ" کی جلد اوّل کی تمہید میں اسلام کا مختصراً ذکر کرتے ہیں۔ جو دل کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہتا "اسلام کوئی نیا مذہب پیش نہیں کرتا۔ اس میں نہ کوئی مقرر شدہ مذہبی لوگ ہیں۔ جن کی عدم موجودگی میں خدا کی عبادت نہ ہوسکے۔ اور نہ اس میں کوئی گرجا ہے۔ جس کی حکومت کے نیچے لوگوں کی گردنیں ہوں۔ یہ لوگوں کو مذہب کے مطابق قانون اور آئین مملکت عطا کرتا ہے"۔

یہ اقتباسات کافی ہیں۔ مذکورہ بالا آرا اُن لوگوں کی ہیں۔ جو علما و فضلا اور غوض و فکر کرنے والے ہیں۔ اور ان کو پڑھ کر ایک غیر متعصب پڑھنے

والا فیصلہ کر سکتا ہے۔ بہت آدمی ہیں۔ جو پڑھنے سے پہلے ہی ایک چیز کو حقارت سے پھینک دیتے ہیں۔ اور اس قدر متعصب ہیں۔ کہ اُن کی دانائی اور عقل سلیم اسلام کی مخالفت میں پس پردہ جا پڑی ہے۔ اُن کو خود تحقیقات کرنی چاہیے اُن کو چاہیے۔ کہ وہ قرآن کریم کو پڑھیں۔ اُس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور وُہ اُس "سچی راحت" کو پا دیں گے۔ جسے وہ تلاش کر رہے ہیں۔ لارڈ بیکن کی اس گرانمایہ بات کو سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ فلاسفی کا ناقص علم انسان کے دل کو دہریت کی طرف مایل کر دیتا ہے۔ مگر فلاسفی میں کامل مہارت پیدا کرنا انسان کے دل کو مذہب کی طرف لے آتا ہے ❖

قرآن اور جنگ

جس مذہب کو قرآن کریم نے تعلیم کیا ہے۔ اُس کا نام اسلام ہے۔ یہ نام نہایت ہی معنی خیز نام ہے۔ سب سے اوّل اس کے معنی سلامتی ہیں۔ اس کا نام ہی اُس انسانی فطرتی خواہش کو اپیل کرتا ہے۔ کہ جس کے تقاضے پر ایک انسان ہر طرف امن و امان ہی دیکھنا چاہتا ہے اور ہر قسم کے فساد اور شور سے دلی نفرت رکھتا ہے۔ پیروان اسلام کا نام مسلم ہے (نہ کہ محمڈی جیسے کہ عیسائی جاہل مصنفین نے مسلمانوں کا نام رکھ دیا ہے) اور مسلم وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے صلح کر کے اُسی آن صلح کو مخلوق الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کو ملنے کے وقت بھی السلام علیکم کہتے ہیں۔ (جس کے معنی ہیں۔ تم پر سلامتی ہو) یہ طریق عمل سلام کہنے والے کی نیت ملنے والے پر ظاہر کر دیتا ہے۔ جو یہ ہے کہ مجھ میں اور تجھ میں صلح اور صفائی ہے اور میں تیری سلامتی چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے دنیا میں آ کر یہ اعلان کیا۔ کہ میں

اسلام یعنی سلامتی اور امن کے مذہب کی تبلیغ کے لئے آیا ہوں۔ عرب جیسی جنگ جو قوموں کے لئے یہ دین آیا۔ نیک اور دلفریب بشارت تھی۔ اور کیا تاریخ نے اس بات کا ثبوت نہیں دیا۔ کہ اس مبارک بشارت نے آخر جنگجو عناصر کو اتحاد کی کٹھالی میں ڈھال دیا۔ وہ عرب تو عربستانی ریت کے ذرات کی طرح ایک دوسرے سے جدا جدا اور منفرد تھے۔ لیکن پھر وہ کس طرح تن واحد ہو گئے۔ کس طرح اسلام کے امن افزا اصولوں نے ایک جمہوری اخوت ان میں پیدا کر دی۔ ذیل کی آیات اس خطرناک فساد اور خونی جنگجو حالت کا نقشہ کھینچتی ہیں۔ جو عرب کے ایام جاہلیت میں وہاں مستولی تھی۔ پھر کس طرح قرآن نے آکر ان میں اخوت اور وحدت پیدا کر دی۔ اور یہ امر وہ ہے جس کی شاہد حال خود تاریخ ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداءً فالّف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخواناً وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذالك يبين الله لكم اياته لعلكم تهتدون

ترجمہ

اور سب مضبوطی سے اللہ (کے دین) کی رسی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے۔ پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

سورۃ آل عمران آیت ۹۸ - ۹۹

ان متضاد عناصر کو ہم آہنگ کر دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ خدا کے

نبیؐ کے دشمن ہر وقت بر سرِ پیکار رہتے۔ اور آپ کے متعلقین کو طرح طرح کی
تکلیف دینے میں ہر طرح ساعی تھے۔ ابتدائی مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے
کے لیئے طرح طرح کی بے رحمانہ کارروائیاں کی گئیں۔ نہایت بے شرمی
سے عورتوں کو ہدف نیزہ کیا گیا۔ بچوّں کو سرد مہری سے قتل کیا گیا۔ بسا اوقات
نومسلموں کو عرب کی جلتی ہوئی ریت پر جو بذاتِ خود ایک آگ کی بھٹی سے کم نہیں
ہوتی۔ لٹا کر انہیں طرح طرح کی تکلیف دی گئی۔ ایک صحابی کو جو تکلیف دی گئی
وہ تو ان تمام تکالیف سے بڑھ گئی جن کو انسان کی قوت متخیلہ تجویز کر سکتی ہے
دو اونٹوں کی پچھلی ٹانگوں کے درمیان اُسے معلق کیا گیا۔ اور اُس کی ایک
ایک ٹانگ اونٹوں کی ایک ایک ٹانگ سے باندھ دی گئی۔ اور اونٹوں کو
کوڑے مار کر دو مخالف سمتوں میں بھگا دیا گیا۔ ایک انسان خود ہی قیاس
اس اذیت رسان موت کا کر سکتا ہے جو اس فعل موذی سے پیدا ہوئی۔
الغرض دشمنان اسلام کی قوت واہمہ طرح طرح کی اذیت اور تکلیف تجویز کر
کے نومسلموں کو ارتداد کی طرف لانے کی کوشش کرتی تھی۔ قرآن نے ذیل کی
آیت میں ان بے رحمانہ کارروائیوں کا ذکر اس طرح کیا ہے :-

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من
الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا
من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک
ولیاً واجعل لنا من لدنک نصیرا۔

ترجمہ :- اور (مسلمانو) تم کیوں اللہ کی راہ میں جنگ نہ کرو جبکہ مرد
عورت اور بچے جو بے بس ہیں۔ وہ دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اے ہمارے
رب اس بستی سے ہمیں نجات دے۔ جہاں کے لوگ ظالم ہیں۔ اور تو اپنی جناب
سے کسی کو حامی بنا۔ اور مددگار بنا۔ سورہ نساء آیت ۷۷
اور تو اور خود آنحضرت صلعم بھی ان بدمعاشوں کی ایذا رسانی سے محفوظ

نہ تھے۔ آخر ان کی موت کے لئے بھی سازشیں ہوئیں۔ جیسے کہ ذیل کی آیت سے ظاہر ہو رہا ہے +

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک

ترجمہ

اور وہ وقت یاد کرو جب کافر تمہارے برخلاف منصوبہ کرتے تھے۔ کہ تجھے قید کرلیں یا مار ڈالیں یا وطن سے نکال دیں۔ سورہ انفال

آنحضرت صلعم نے آخر کار صحابہ کی ایک جماعت بغرض پناہ حبشہ میں بھیج دی۔ اور خود اپنی جان کی حفاظت کے لئے آپ کو مدینہ ہجرت کرنی پڑی لیکن وہ سنگ دل سفاک کب اس بات پر راضی ہو سکتے تھے۔ اُن کا دل تو اس وقت ٹھنڈا ہو سکتا تھا۔ جب خدا کا مرسلؐ اُن کے ہاتھ سے موت کا مُنہ دیکھے۔ کئی ایک متفقہ حملے خود مدینہ پر اسی لئے کئے گئے۔ ان ظالمانہ حملوں نے آخر کار وہ وقت پیدا کر دیا۔ جب انسان حفاظت خود اختیاری پر مجبور ہو جاتا ہے۔ دراصل امن کا قایم کرنا اور جان کا بچانا یہی دو امر تھے۔ جس کے لئے قرآن نے تلوار اوٹھانے کا حکم ذیل کی آیت میں دیا +

الفتنۃ اشد من القتل .... وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ

ظلم اور خانہ جنگیاں قتل مقابلہ سے بدتر ہیں .... (اس لئے) ان کے ساتھ جنگ کرو تاکہ بے امنی اور فساد مٹ جاوے + سورہ بقرہ

جنگ تو بیشک قوموں میں ہوتے ہیں۔ آخر ہیگ کی کانفرنس بھی تو برسوں امن وامان قایم کرنے کے لئے طرح طرح کے قوانین بناتی رہی۔ لیکن یورپ میں وہ اپنے مقصد کو قایم نہ کرسکی۔ جنگ تو ہوئی اور شاید ہوتی رہے۔ لیکن کیا ہم کو ایسے قوانین کی ضرورت نہیں۔ جو جنگ کے وقت ہمارے ہادی ہو کر حقیقی غرض کو حاصل کرا دیں۔ انسانی قوانین قلوب پر وہ حکومت نہیں رکھتے۔

جس قدر ربانی قوانین کو دلوں پر حاصل ہوتی ہے۔ لیکن انسان کی فطرت بھی انہیں ربانی قوانین کو قبول کر سکتی ہے۔ جو اس کے مطابق حال ہوں۔ وہ قوانین بالکل بے تاثیر ہوں گے۔ جو ہمارے جذبات اور تقاضوں کو مٹانا چاہیں۔ ایسے قوانین ہمیشہ داخل دفتر ہونے کے قابل ہوتے ہیں۔ انجیل مقدس کے احکام کا آخر کیا حشر ہوا۔ عیسائی مدبران سلطنت ہائے مختلفہ نے اس موجودہ جنگ میں جو کچھ اسکی عزت کی وہ محتاج بیان نہیں۔ اس وقت بائیبل پر چلنا تو سلطنت عظمیٰ برطانیہ کے لئے ہلاکت تھا۔ مقدس معلم انجیل کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ وہ ان مدبران سلطنت اور فصیح اللسان مقررین کو اس وقت معاف کر دیں۔ جو اپنی کل طاقت لسانی و بلاغت اپنی قوم کو جنگ کے لئے ابھارنے پر یہاں خرچ کر رہے ہیں۔ اور وہ کیوں ایسا نہ کریں۔ اسی پر تو اس وقت سلطنت کا قیام و بقا حصر رکھتا ہے لیکن بائیبل کی شکایت ہی کیا۔ اس کے مقدس معلم کو تو کبھی یہ وہم بھی نہیں ہوا۔ کہ اس کے متعلقین کسی دولت و حشمت کو دیکھیں گے۔ یا ان کے قبضہ میں بھی کبھی سلطنت آوے گی۔ انہیں بھی کبھی اپنی سلطنت اور ملک کو ظالم حملہ آوروں سے بچانے کی ضرورت پڑیگی۔ اور یہ کوئی موجودہ جنگ ہی نہیں۔ کہ جس سے انجیل کی تعلیم بالکل بے ثمر اور نا قابل تعمیل ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ یوروپین اقوام تو اس جنگ عظیم سے بہت پہلے اس حقیقت سے واقف ہو چکی ہیں۔ خود ہیگ کانفرنس کا وجود ظاہر کرتا ہے۔ کہ یورپین دماغ ان حالات کو محسوس کر چکا ہے۔ ان حالات نے وہ دو امور واضح طور پر ظاہر کر دئے ہیں جن سے بائیبل کی تعلیم بالکل معرا ہے۔ (اول) انجیل میں بالکل کوئی ایسا قانون نہیں۔ جو مہذب قوموں کے حسب حال ہو (دوم) انجیل میں کوئی ایسے قوانین نہیں۔ جو جنگ کے وقت کام میں لائے جاویں۔ اور جن کے ماتحت آخر کار دنیا میں امن اور سلامتی پھیل سکے۔ ایسا ہی جنگ کی مختلف ضروریات کے مطابق ایک بھی قانون ہمیں بائیبل میں نظر نہیں آتا۔ اب جو اپنی ضروریات

کے مطابق عیسائی اقوام نے کوئی ہدایت بائیبل میں نہ پائی۔ تو لاجرم اُنہیں انسانی عقل پر حصر کرنا پڑا۔ لیکن قرآن دوسری طرف وہ شاندار صحیفہ ہے۔ کہ اس میں نہ صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے۔ بلکہ اس میں ہر ایک وقتی ضروریات کا حال موجود ہے +

قرآن کریم نے ابلغ طریق پر تمام انسانی امور پر بحث کی ہے سیاسیات تمدن۔ اخلاق۔ روحانیات ہر ایک امر کے متعلق قرآن نے قوانین منضبط کئے ہیں۔ اور پھر جو کچھ کہا ہے۔ اُس کو دلایل قویہ سے واضح اور مبرہن کیا ہے مثال کے طور پر قرآن کی تعلیم کو موجودہ حالات جنگ پر ہی منطبق کیا جاوے پھر دیکھا جاوے۔ کہ کہاں تک قرآن اس معیار میں صحیح اُترتا ہے +

ہم ذیل میں قرآن کریم سے چند آیات نقل کرتے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ان حالات اور ضروریات پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ جن کے ماتحت ہی انسان کو جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہونا چاہیئے۔ پھر قرآن نے اُس خدا ترسی کی تعلیم دی ہے۔ جو ایسے نازک وقت پر ایک جنگی سپاہی کو ملحوظ خاطر رکھنی چاہیئے۔ کن کن طریقوں پر قرآن نے جنگ کے وقت مباہات اور تفاخر سے انسان کو روکا ہے۔ اور کس طرح ایسے وقت میں گندے جذبات اور خسیس نفسانی خواہشات کو لگام دینے کی تعلیم دی ہے۔ پھر عین جنگ میں خدا کو یاد رکھنا۔ نماز ادا کرنا۔ حسنات وخیرات کا خیال رکھنا۔ سچی شجاعانہ سخاوت قلب دکھلانا۔ معاہدات کی عزت کرنا۔ اور متخاصمین میں سے کس جماعت کا ساتھ دینا۔ اور کن سے جدا ہونا۔ اور پھر مفتوح اور مغلوب قوم سے کس قسم کا سلوک کرنا۔ اسیرانِ جنگ کے ساتھ ملاطفت اور موافقت۔ پناہ طلب کرنے والوں سے طریق عمل۔ پھر اثنائے جنگ میں کس طرح صبر۔ تحمل۔ رضا وتسلیم ایثار۔ قربانی کرنی چاہیئے الغرض یہ وہ امور ہیں۔ جن کی ضرورت جنگ کے چھڑ جانے پر انسان محسوس کرتا ہے۔ پھر کیا بائیبل یا کسی کتاب مقدس میں ان

تمام ضروریات حقہ کا علاج ہے۔ اگر تو یہ حالات جو یورپ نے اس وقت پیدا کر دئے ہیں۔ ضرورت حقہ نہیں۔ تو امر دیگر ہے۔ لیکن اگر بعض اقوام کے لئے (مثلاً برطانیہ۔ فرانس۔ اور بلجیم) یہ ضرورت حقہ ہیں۔ تو پھر بائیبل گویا کسی ایسی کتاب مقدسہ کو یورپ کیا کرے۔ ہیگ کانفرنس بھی تو انہیں ضروریات کا علاج تھی۔ لیکن وہ انسانی کام تھا۔ اس لئے قلوب پر اُس کی حکومت نہ تھی۔ اگر خدا کی شریعت میں ایسی باتیں ہوتیں۔ تو کیوں اُس کی پیروی نہ کی جاتی۔ الغرض قرآن کریم نے ان امور پر ذیل کی آیات میں کافی روشنی ڈال دی۔ اور یہ ثابت کر دیا۔ کہ یورپ اور ایسا ہی کل دنیا کی ہدایت صرف اسی ایک ربانی کتاب میں ہے۔

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیاً واجعل لنا من لدنک نصیراً ۝ (سورہ النساء) واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (سورہ انفال) یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اہلہ منہ اکبر عند اللہ والفتنۃ اکبر من القتل ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا (سورہ بقرہ آیت ۲۱۴)

اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر ۝ الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم

ببعض لهدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز ۰ الذین ان مکنہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور ۰ (سورہ حج آیت ۳۹ سے لیکر ۴۲ تک)

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموہم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقتلوکم فیہ فان قتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکفرین ۰ فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم ۰ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین ۰ الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمت قصاص فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین ۰ (بقرہ آیت ۱۸۶ - ۱۹۱)

ترجمہ ۔ اور کیا وجہ ہے کہ تم جنگ نہ کرو اللہ کی راہ میں جس حالت میں کہ مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے ضعیف اور بے بس لوگ (خدا کے حضور میں) دعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے جس کے لوگ ظالم ہیں نکال اور اپنی جناب سے ہمارے لئے کوئی حامی بنا اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی مددگار بنا (سورۃ نساء) اور وہ وقت یاد کرو جبکہ کفار خفیہ منصوبے کر رہے تھے کہ تجھے قید کرلیں یا قتل کر دیں ص وہ خفیہ تدبیریں کرتے تھے اور خدا ان منصوبہ بازیوں کی سزا دینا چاہتا تھا ۔ اور اللہ اپنی

ص یا جلا وطن کر دیں

تدبیریں نہایت عمدہ اور اعلیٰ طریق پر کرتا ہے (انفال) تجھ سے ادب والے مہینوں کی
نسبت دریافت کرتے ہیں۔ تو (اُن کو سمجھا دو کہ ادب والے مہینوں میں
لڑنا بڑا گناہ ہے۔ مگر اللہ کی راہ سے روکنا اور اُس کا انکار کرنا اور عزت والی
مسجد (کعبہ) میں نہ جانے دینا۔ اور اُن لوگوں کو جو اُس کے اہل تھے وہاں
سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس بھی بڑا گناہ ہے۔ اور خانہ جنگی اور فساد
کا برپا رہنا جنگ سے بڑھ کر بہت بری بات ہے۔ اور یہ لوگ تم سے جنگ
کرنے سے کبھی باز نہ آئیں گے۔ جب تک کہ ان کا اگر بس چل جائے تو تم کو
اپنے دین سے پھیر نہ لیں (بقرہ) جن (مسلمانوں) سے کافر جنگ کرتے ہیں
اُن کو (بھی ان کافروں سے جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے۔ اس واسطے
کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بیشک اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے (یہ
وہ مظلوم لوگ ہیں) جو (بچارے) صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا رب
اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکال دئے گئے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو
ایک دوسرے (کے ہاتھ) سے نہ ہٹواتا رہتا تو (نصاریٰ کے) صومعے
اور گرجے اور (یہودیوں) کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں
جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے
اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ (بھی) ضرور اس کی مدد کریگا کچھ شک وشبہ
نہیں کہ اللہ زبردست اور سب پر غالب ہے۔ یہ لوگ (یعنی مظلوم مسلمان)
اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں۔ تو نمازیں قایم کریں گے اور زکوٰۃ دیں
گے۔ اور (لوگوں کو) اچھے کام کے لئے کہیں گے اور بُرے کاموں سے
منع کریں گے۔ اور سب چیزوں کا انجام کار تو خدا ہی کے اختیار میں ہے
(حج) اور جو لوگ تم سے جنگ کریں۔ تم بھی اللہ کے رستے میں اُن سے
جنگ کرو۔ اور زیادتی نہ کرنا۔ اللہ (کسی طرح) زیادتی کرنے والوں کو پسند
نہیں کرتا۔ اور (جو لوگ تم سے لڑتے ہیں) اُن کو جہاں پاؤ قتل کرو اور

جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے تم بھی اُن کو (وہاں سے) نکال باہر کرو اور فساد (کا برپا رہنا) خونریزی سے بھی بڑھ کر بُرا ہے۔ اور جب تک یہ لوگ ادب والی مسجد (کعبہ) کے پاس تم سے نہ لڑیں۔ تم بھی اُس جگہ اُن سے نہ لڑو لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑیں۔ تو تم بھی اُن کو قتل کرو۔ ایسے کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر باز آجائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور یہاں تک اُن سے لڑو کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے۔ اور دین خدا کے لئے ہوجائے (یعنی دین میں کسی کو جبر کرنے کا مجاز نہ ہو) پھر اگر یہ باز آجائیں۔ تو سختی تو ظالموں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ادب والے مہینوں کا معاوضہ ادب والے مہینے اور ادب کی تمام چیزیں ادلے کا بدلا۔ تو جو تم پر (کسی قسم کی) زیادتی کرے تو جتنی زیادتی اُس نے تم پر کی۔ اسی قدر زیادتی کی سزا تم بھی اُس کو دو۔ اور (زیادتی کرنے سے) اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ اُن کا ہی ساتھی ہوتا ہے۔ جو (اُس سے) ڈرنے والے ہوتے ہیں (بقرہ)

یہ آیات محتاج تشریح نہیں۔ اُن سے نہ یہ ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کن حالات کے ماتحت آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ جنگ کے لئے مجبور ہوئے بلکہ ان آیات میں ایسے قواعد بھی منضبط کردیئے گئے ہیں۔ جن کے ماتحت ہی ایک قوم جنگ کو اختیار کرسکتی ہے۔ کیا کوئی انسانی کانفرنس ان سے زیادہ معقول زیادہ ہمدردی انسانی اور خوف خدا سے لبریز قوانین تجویز کرسکتی ہے یہ آیات ان وجوہ کا مفصل ذکر کرتی ہیں۔ جن کے پیدا ہونے پر ایک قوم جنگ پر مجبور ہوسکتی ہے۔ خود شارع اسلامؐ نے اُس وقت میدان جنگ کا رخ کیا۔ جب اُن کے چاروں طرف ظلم وجفا کاری ہو رہی تھی۔ مسلمان طرح طرح کی ستمگاریوں۔ مختلف قسم کے مظالم اور خطرناک بیحرمتیوں کے شکار ہو رہے تھے۔ اُن کو گھر سے بے گھر کیا گیا تھا۔ حتیٰ کہ خود خدا کے رسولؐ کی جان پر حملہ کرنے کی تجویزیں شروع ہوگئی تھیں

ان حالات میں آپ نے وہی کیا جو صحیح اور درست تھا۔ اور آپ کے ہمراہیوں
نے وہی کیا۔ جو اور معقول انسان ان حالات میں کیا کرتے ہیں۔ جو مثال
آنحضرت صلعم نے اسوقت قایم کی۔ اُس کے قدم بقدم آج تک فضلائے
روزگار چلتے رہے ہیں۔ اور اس جنگ میں چل رہے ہیں۔ یوروپ کے
عقلمندوں نے ان معلمان مسیحیت اور بشپوں سے قطع تعلق کرلیا ہے۔
جو اس جنگ میں انگلستان کے فعل پر یا جرمن کے فعل کے برخلاف نکتہ چینی
کرتے ہیں۔ کیونکہ بائیبل نہ تو جرمن کی طرح کسی کو کسی اور پر حملہ کرنے کی
اجازت دیتی ہے۔ اور نہ انگلستان کی طرح ان خانہ جنگیوں کو صحیح قرار
دیتی ہے۔ اب اگر بائیبل کی تعلیم انگلستان یا جرمن نے مسترد کردی ہے
تو اس میں خود بائیبل کا قصور ہے۔ نہ ان ممالک کا بائیبل کی تعلیم ہی اس
قابل نہیں کہ کوئی اس پر چل سکے۔ بالمقابل لوگ قرآن کریم کو مانیں یا نہ مانیں
لیکن بلاعلم وارادہ اس وقت وہ قرآنی تعلیم پر اضطراراً قدم زن ہو رہے
ہیں۔ کیونکہ قرآن کی معقول تعلیم فطری تقاضوں کے منافی نہیں۔ بلکہ قرآن
تو اُن جذبات اور استعدادوں کو نشو و نما دیتا ہے۔ اور ابھارتا ہے جو
فطرت انسان میں ودیعت شدہ ہیں۔ دراصل قرآن نے ہی ایک ایسا
مذہب پیش کیا ہے جو نہ صرف انسان اور اُس کی سیرت کی عزت کرتا
بلکہ قرآنی احکامات اور تعلیمات توعین فطرت کے مطابق ہیں +

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اور اس کی اصل غرض بھی
یہ ہے۔ کہ دنیا میں امن اور سلامتی پھیلے۔ اس لئے یہ سب پیغمبروں کے
دعویٰ نبوت کو تسلیم کرتا ہے اور ساری کتب مقدسہ کا مصدق ہے۔ اور
حکم دیتا ہے۔ کہ ہر ایک خدا کا گھر خواہ وہ مسجد ہو یا گرجا۔ خواہ معبد موسوی
ہو یا مندر۔ الغرض جہاں خدا کا نام لیا جاوے۔ اسکی حفاظت کی جاوے
کیا مختلف مذاہب اور قوموں میں امن اور محبت قایم کرنے کے لئے

اس سے بہتر اور کوئی قواعد منضبط ہو سکتے ہیں +

ان آیات مندرجہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اسلام کسی قسم کے ظلم کو روا نہیں رکھتا۔ اور امن اور صلح جوئی کو پسند کرتا ہے۔ خود خدا نے قرآن ظالموں کو پیار نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ان سے محبت کرتا ہے۔ جو لڑائی میں بھی خدا کا خوف سامنے رکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن نے ذیل کا نقشہ ان لوگوں کا کھینچا ہے۔ جن سے خدا راضی ہوتا ہے +

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف و نھوا عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور

ترجمہ۔ یہ لوگ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں۔ تو نماز کو قایم کریں گے۔ اور زکوۃ دیں گے۔ اور بھلے کام کے واسطے لوگوں کو حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔ اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے لئے ہے +

ہر ایک کام میں آنحضرت کا اسوہ حسنہ ہونا۔ وہ عظیم الشان انقلاب جو آنحضرت کے قدم سے دنیا میں ہوا۔ وہ بے مثال کامیابیاں جو آپ کو نصیب ہوئیں۔ وہ فوق العادت تبدیلی جو آپ کی قوم میں ہوئی۔ جبکہ قوم خطرناک سیہ کاریوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ تہذیب و روشنی جو عربوں نے حاصل کی۔ اور جو اُن سے ایک طرف سپین تک اور دوسری طرف چین تک پہنچ گئی۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جن کو دوست دشمن سب تسلیم کرتے ہیں۔ یہ وہ تعلیم ہے۔ اور یہ اُس کے نتایج۔ اب لوگ خود ہی ان باتوں پر غور کریں اور خود ہی صحیح نتایج پر آویں +

اب ہم وہ احکام درج کرتے ہیں۔ جن کے ماتحت ایک مسلم قوم جنگ میں کن کی حلیف ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسلام نے حلیف ہونے کے سوال کو نظر انداز نہیں کیا +

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ
تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (مایدہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا
يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (مایدہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ
وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ
غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ
وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (النسآء)

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ
مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (النسآء)

ترجمہ۔ اور بعض لوگوں نے تم کو عزت وحرمت والی مسجد سے روکا تھا۔ یہ عداوت تم کو (اُن پر کسی طرح کی) زیادتی کرنے کا باعث نہ ہو اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو اور اللہ سے ڈرو (کیونکہ) اللہ کا عذاب بہت ہی سخت ہے (مایدہ) اے ایمان والو اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہوجاؤ اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس جرم کا مرتکب نہ کردے۔ کہ انصاف نہ کرو (ہر حال میں) انصاف کرو کہ یہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے عملوں سے باخبر ہے (مایدہ) اے ایمان والوں مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قایم رہو اور خدا لگتی گواہی

دو۔ اگرچہ (یہ گواہی) تمہارے اپنے یا ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی (کیوں نہ) ہو اگر کوئی مال دار یا محتاج ہے۔ تو اللہ سب سے بڑھ کر اُن کی پرواخت کرنے والا ہے۔ تو تم (حق سے) درگذر کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔ اور اگر بی زبان سے گواہی دوگے۔ یا (سرے سے گواہی دینے سے) پہلوتہی کروگے۔ تو پھر بیشک اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے (یعنی سزا دیگا) ان لوگوں کی اکثر خفیہ کمیٹیوں میں نیکی (کا) تو نام نہیں مگر (ہاں) جو خیرات یا (کسی اور) نیک کام یا لوگوں میں میل ملاپ کی صلاح دے۔ اور جو کوئی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسے نیک کام کریگا تو ہم اس کو بڑا اجر دیں گے (نساء)

معاہدوں کے متعلق

واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ؕ ان الله يعلم ما تفعلون ۝ (النحل) والذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه و يقطعون ما امر الله به ان يوصل و يفسدون في الارض ۙ اولئك لهم اللعنة ولهم سوء الدار ۝ (رعد) ان شر الدواب عند الله الذين كفروا فهم لا يؤمنون ۝ الذين عاهدت منهم ثم ينقضون عهدهم في كل مرة وهم لا يتقون ۝ . . . . واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء ؕ ان الله لا يحب الخائنين ۝ (انفال) الا الذين عاهدتم من المشركين ثم لم ينقصوكم شيئا ولم يظاهروا عليكم احدا فاتموا اليهم عهدهم الى مدتهم ؕ ان الله يحب المتقين ۝ (توبہ) يا ايها الذين امنوا اوفوا بالعقود (مائدہ)

ترجمہ - اور اللہ کے عہد کو پورا کرو - جب تم عہد کرلو - اور قسموں
کو اُن کے پکا کرنیکے پیچھے نہ توڑو - حالانکہ اللہ کو تم اپنا ضامن ٹھیرا چکے ہو -
بیشک اللہ جانتا ہے - جو تم کرتے ہو (نحل) اور جو لوگ خدا کے ساتھ پکا
قول و قرار کے پیچھے عہد شکنی کرتے ہیں - اور جن (باہمی تعلقات) کے جوڑے
رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے - اُن کو توڑتے ہیں - اور ملک میں فساد برپا کرتے
ہیں - یہی لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے - اور اُن کے لیے بُرا انجام بھی
ہے (رعد) اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ لوگ ہیں - جو کفر کرتے
ہیں - پھر وہ کسی طرح ایمان لانے والے ہی نہیں - یہ وہ لوگ ہیں جن سے
تم نے عہد و پیمان کیا - پھر اپنے عہد و پیمان کو ہر بار توڑتے ہیں - اور وہ نہیں
ڈرتے . . . . . . اور اگر تم کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو - تو
مسافات کو ملحوظ رکھ کر (اُن کے عہد کو اُلٹا) اُن ہی کی طرف پھینک مارو -
بیشک اللہ اُن کو دوست نہیں رکھتا (انفال) ہاں مشرکین میں سے جن کے
ساتھ تم نے عہد و پیمان کر رکھا تھا - پھر اُنہوں نے (ایفائے عہد میں) تمہارے
ساتھ کسی طرح کی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی وہ مستثنیٰ
ہیں - تو اُن لوگوں کے ساتھ جو عہد و پیمان ہے - اُسے اُس مدت تک جو اُن
کے ساتھ ٹھیری تھی - پورا کرو - بیشک اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے (توبہ)
اے ایمان والو - عہدوں کو پورا کرو (مایدہ)

نبی اسلام معاہدات کے ایفا پر علی الخصوص بڑی شد و مد سے زور دیا
کرتے تھے - یہاں تک کہ خلعت نبوت پانے سے بہت پہلے اس صفت
سے آپ کا نام اپنی قوم نے **الامین** رکھا ہوا تھا - ایک مسلم کی نگاہ میں عہد
شکن اور منافق ایک چیز ہیں - دورنگی یا کسی کے ظاہر و باطن میں فرق ہونا
اسلام میں نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے - آج کل کی تہذیب نے
تو معاہدات پیدا ہی اس لئے کئے ہیں - کہ حسب ضرورت ان کو توڑ دیا جائے

لیکن یہ طریق خیانت ایک مسلم کی فہرست اخلاق میں جگہ نہیں پاتا۔ اللہ اللہ کیا قرآن کی تعلیمات ہیں۔ کس طرح قرآن حسنات کو ہی حقیقی بہبودی اور فلاح کی بنیاد بتلاتا ہے۔ اس جنگ کے وقت جس میں اب ترک بھی شریک ہو گئے ہیں۔ ایک ہندوستانی مسلم کا کیا طرز عمل ہوگا۔ وہ مسلمان ہیں۔ اور اُن کی دلی ہمدردی ہر ایک ایسے انسان سے لازمی ہے۔ جو مسلم ہے۔ خواہ وہ دُنیا کے کسی حصّہ میں آباد ہو۔ اگر وہ ایسے خیالات ترکوں کے لئے رکھیں تو بالکل فطری تقاضا ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ گورنمنٹ کا بھی ساتھ دیں گے۔ خواہ گورنمنٹ کا مذہب اسلام نہ ہو۔ اس وقت انگریزی پریس کے بعض حصّے نے نہایت حزم و احتیاط سے گرا ہوا طریق اختیار کیا ہے۔ وہ ایسی باتیں لکھ دیتے ہیں۔ جن سے اسلامی احساسات کو تکلیف ہو سکتی ہے۔ بعض نے تو یہاں تک نادانی کی ہے۔ کہ قیصر کا نام 'حاجی محمد ولیم' تجویز کیا ہے۔ بدقسمتی سے یہ وہ راہ ہے۔ جو دور اندیشی سے اور عقلمندی سے بہت دور ہے۔ اسلام تو ایک عملی زندگی کا مذہب ہے۔ آنحضرت صلعم نے برابر تیرہ سال نہایت ہی تکلیف رساں زندگی میں گذارے۔ اُن پر جو حکومت تھی۔ وہ ہر طرح اُن کی اذیت اور ضرر کا موجب تھی۔ لیکن آپ نے کبھی بھی کوئی ایسا طریق اختیار نہیں کیا جس میں موجودہ اور وقتی حکومت کے خلاف کسی قسم کی سازش شورش یا فتنہ کا شائبہ بھی پایا جاوے۔ آپ نے اپنے پیرؤں کو حکم دیا۔ کہ وہ ہر حالت میں امن اور صلح کی راہوں کو اختیار کریں۔ مسلمان آج بھی احکام نبوی پر کاربند ہیں۔ لیکن یہ پرلے درجہ کی نادانی ہوگی۔ اگر اُن سے توقع کی جاوے۔ کہ وہ منافقانہ رنگ اختیار کریں۔ اور اپنے مسلم بھائیوں کے لئے کوئی احساس اپنے اندر نہ رکھیں۔ اور نہ یہ احساسات جو اخوّت اسلامی مسلمانانِ عالم میں پیدا کرتی ہے۔ احساس اطاعت حکومت کے تناقض ہیں +

قرآن نے ذیل کی آیت میں وہ طریقِ عمل بتلایا ہے۔ جو معرکہ جنگ میں ایک مسلمان نے اختیار کرنا ہے ؛

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ ۝ (انفال)

ترجمہ۔ اور اُن جیسے نہ بنو جو شیخی کرتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کی خاطر اپنے گھروں سے نکلے۔ اور حالت یہ کہ خدا کے رستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اور اللہ جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں۔ سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جب شیطان نے اُن لوگوں کو اُن کی اپنی حرکات عمدہ کرکے دکھائیں اور کہا کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے" ؛

یہ سبق تو ضرور ان مہذب عیسائی قوموں کے پیش نظر رہنا چاہیئے۔ جو اس وقت میدان جنگ میں ہیں ؛ اور جو آئے دن اپنی کارروائیوں کو تو تفاخر کے ساتھ بیان کرتی ہیں اور اپنے دشمن پر بے جا تہمت لگاتی ہیں۔ اس سے نہ صرف ہمارے دماغی قوائے پر ہی نقص عاید ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے تو صحیح فہم و ادراک کا بھی فقدان نظر آتا ہے۔ کسی قوم کا صحیح طور پر مہذب ہونا یا اس کے قوائے کا اصلاح یافتہ ہونا موقع اور امتحان کے وقت ہی نظر آتا ہے۔ ایسے وقت پر بے تعصبی اور غیر جانب داری کو قایم رکھنا بہت مفید نتایج کا باعث ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ بات انہیں میں پائی جاتی ہے۔ جن کی تربیت و تعلیم نہایت عمدہ اسلوب پر ہوئی ہو۔ انسان کو ہمیشہ مبالغہ اور مباہات سے بچنا چاہیئے۔ اور دوسروں پر کذب کا الزام دینے سے الگ رہنا چاہیئے۔ اس موقعہ کے لئے قرآن کریم نے ذیل میں حکم فرمایا ؛

یا ایھا الذین اٰمنوا لا یستھزئ قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا
خیرًا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرًا منھن
ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب .... یا
ایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان
تصیبوا قومًا بجھالۃ فتصبحوا علیٰ ما فعلتم ندمین (حجرات)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو قوم قوم پر نہ ہنسے عجب نہیں
کہ وہ اُن سے بہتر ہو ۔ اور عورتیں عورتوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ
(جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو
طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کرو۔ اے ایمان
والو اگر کوئی بُرا آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا
کرو۔ (ایسا نہ ہو) کہ نادانی سے تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے
کئے پر ندامت اُٹھانی پڑے ؎

اس وقت جو زبان یورپ کی جنگجو قومیں ایک دوسرے کے خلاف
استعمال کر رہی ہیں۔ اور جو قابلیت اور استعداد انہوں نے بالمقابل ایک
دوسرے کے لئے القاب اور نام تراشنے میں ظاہر کی ہے۔ وہ تو ہمیشہ
کے لئے اب زبان میں قائم رہیں گے۔ اور ایک ماہر اللسان اُن نئے تراشیدہ
القاب والفاظ میں پتہ لگائیگا۔ کہ کہاں تک اہل مغرب حسن تربیت و
کمال علوہمت کے مدعی ہو سکتے ہیں۔ لیکن کیا اچھا ہو کہ جو کچھ آجتک زبان
میں ان نئے اختراع شدہ الفاظ والقاب نے ایزاد کر دیا ہے اس پر غور کیجئے

عین معرکہ کارزار میں خدا کی یاد

حافظوا علی الصلوٰتِ والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ
قٰنتین ۝ فان خفتم فرجالًا او رکبانًا فاذا امنتم
فاذکروا اللہ کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون ۝ (البقرہ)

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ (النساء)

ترجمہ - نمازوں کی حفاظت اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو اور کامل فرمانبرداری کے ساتھ خدا کے لئے کھڑے ہو جاؤ - اگر تمہیں خوف ہو - تو پیادہ یا سوار (جس حالت میں ہو نماز پڑھ لو) پھر جب امن میں آجاؤ - تو پھر اللہ کی یاد کرو اسی طرح جس طرح تم کو سکھایا گیا ہے - جو تم نہ جانتے تھے - اور جب زمین میں سفر کرو تو پھر کچھ ہرج نہیں - اگر نماز کو قصر کر لیا کرو - اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تم پر آن چڑھیں گے - کچھ شک نہیں - کہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں - اور جب تو اے رسول اُن کے درمیان ہو اور نماز پڑھنے لگو - تو مسلمانوں کی ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی ہو - اور اپنے ہتھیار لئے رہے - پھر جب سجدہ کر چکے تو پیچھے ہٹ جائے اور دوسری جماعت جو (اب تک) شریک نماز نہیں ہوئی - آکر تمہارے ساتھ نماز میں شریک ہو - اور ہوشیاری (رکھیں) اور اپنے ہتھیار لئے رہیں *

یہ ہدایات جنپر خود شارع اسلامؐ اور صحابہ کرام اور آج تک کے مسلمان کاربند ہیں - بذات خود ایک دلچسپ مضمون ہر مستفسر اسلام کے لئے ہو سکتی ہیں - یہ ایک طریق عمل ہے - جو عین معرکہ کارزار میں ایک شریک جنگ کے دل کو خدا کی طرف متوجہ کر سکتا ہے - کیا اس فعل کا

کوئی اثر بھی دلوں پر نہ ہوگا۔ کیا ایک مسلمان کا عین میدان جنگ میں نہایت عجز و انکسار اور تذلل بغرض نماز اپنے اندر پیدا کر لینا کسی نیک اور امن افزا نتیجہ کو پیدا نہ کریگا۔ یہ وہ فعل ہے۔ کہ جس کی تاثیر اندر ہی اندر نامعلوم طریق پر رنگ دکھلا دیتی ہے۔ یہی امر ہے۔ کہ جس سے ایک مسلمان عین جنگ میں بھی رحم اور درد والا دل اپنے اندر رکھتا ہے مسلم تو جہاں جاتا ہے۔ اپنی مسجد اور اپنا گرجا اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔ وہ کسی خاص چار دیواری یا خاص قسم کی عمارت وغیرہ کا محتاج نہیں +

ان آیات سے ایک اور نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ کی عبادت ایک مسلمان کی زندگی کا کس قدر ضروری حصہ ہے وہ اس نازک سے نازک وقت بھی نماز سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ وہ امن اور راحت کے وقت نماز کو چھوڑ سکے +

یہ نہایت ہی مشکل لیکن نہایت ہی مفید ہدایت کہ عین معرکہ جنگ میں مسلمان نماز نہ چھوڑیں۔ بذات خود نہایت بلیغ طریق پر آنحضرت صلعم کے دعوے نبوت کی صداقت پر ایک بیّن دلیل ہے۔ ایک مفتری خصوصاً اپنے لئے ایسے فرایض نہیں تجویز کر سکتا۔ جو اُس کی زندگی کو معرض خطر میں ڈالدیں۔ آنحضرت خود معرکہ جنگ میں شریک ہوتے رہے۔ جو عین احتیاط کا وقت ہوتا ہے۔ لیکن اُنہوں نے خود بھی نمازیں پڑھنی تھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ خطرہ میں ڈالنے والے احکام اُس کے اپنے تجویز کردہ نہ تھے۔ بلکہ حکم خداوند سے تھے۔ اس سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت کا قلب مطہر کس قدر سکون اور اطمینان اپنے اندر رکھتا تھا والا ان تشویش وہ حالات میں انسان طبعاً خوف و خطر سے خالی نہیں ہوتا۔ اور نہ پریشان خاطری سے کوئی بچ سکتا ہے۔ ایک مفتری کا دل فطرتاً کوئی ایسا طریق اختیار نہ کریگا۔ جس سے اس کی جان خود خطرہ میں پڑ جاوے

لیکن وہ تو دہانی دل لے کر آئے تھے۔ اور حکم خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے میں اوّل المسلمین تھے۔ اُن کی ذاتی مثال نے صحابہ کے دل سے کل خوف دور کر دیا۔ اور اُنھوں نے اُن نازک احکام کے آگے سر جھکا دیا۔ یہی راز ہے۔ اُس جاںنثاری کا جو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے متعلق ظاہر کی۔ وہ تو آپ کے لئے جان دینے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ کاش ہمیں اِس ایثار اور جان بازی کی روح کا عشرِ عشیر بھی جناب مسیحؑ کے پیروؤں میں نظر آتا۔ لیکن وہاں یہ امر کہاں۔ وہاں تو ایک بزرگ چند پیسوں پر مرشد فروشی کرتے ہیں۔ اور دوسرے اپنے معلم کو مستوجب لعنت ٹھیراتے ہیں ؞

میدانِ جنگ کے متعلّق دوسرے قواعد

یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۝ وکلوا مما رزقکم اللہ حلٰلا طیبا ص واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون ۝ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان ج ..... یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (مایدہ)

ترجمہ - اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں خدا نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں۔ ان کو (اپنے اوپر) حرام نہ کرو۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور خدا نے جو تم کو حلال پاکیزہ روزی دی ہے۔ اُس کو بے تامل کھاؤ اور جس خدا پر تم ایمان لائے ہو۔ اُس سے ڈرتے رہو۔ تمہاری قسموں میں

جو لایعنی ہیں ۔ اُن پر تو خدا تم سے مواخذہ نہیں کرتا ۔ ہاں پکی قسم (کے توڑنے) پر تم سے مواخذہ کرے گا ۔ . . . . . اے ایمان والو بیشک شراب اور جؤا اور بت اور پاسے تو بس ناپاک شیطانی کام ہیں بتم ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ (مایدہ)

دشمنوں کے ساتھ سلوک

ولا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینک و بینه عداوة کانه ولی حمیم ٥ وما یلقٰها الا الذین صبروا ۚ وما یلقٰها الا ذو حظ عظیم ٥ (حم السجدہ) وجزاءُ سیئة سیئة مثلها ج فمن عفا واصلح فاجره علی الله ۚ انه لا یحب الظٰلمین ٥ ولمن انتصر بعد ظلمه فاولٰئک ما علیهم من سبیل ۚ انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق ط اولٰئک لهم عذاب الیم ٥ ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور ٥ (شوریٰ) یا ایها النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم الله فی قلوبکم خیراً یؤتکم خیراً مما اخذ منکم ویغفر لکم والله غفور رحیم (انفال) وان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام الله ثم ابلغه مامنه ط ذالک بانهم قوم لا یعلمون ٥ (توبہ)

ترجمہ ۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی ۔ برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ بہت ہی اچھا ہو (اگر ایسا کروگے) تو (تم دیکھ لوگے) تم ہیں اور کسی شخص میں عداوت تھی ۔ تو اب ایک دم سے گویا وہ

(تمہارا) دل سوز دوست ہے۔ اور (ایسی) حسن مدارات (کی توفیق) اُنہی کو دیجاتی ہے۔ جو صبر سے کام لیتے ہیں۔ اور یہ انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جن کے بڑے حوصلے ہیں۔ اور بڑے صاحب نصیب ہیں (حٰم السجدہ) بدی کا بدلہ اسی بدی کے مطابق سزا دینا ہے۔ پھر جو معاف کردے۔ اور اصلاح ہوتی ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور کسی پر ظلم ہوا ہو۔ اور اس کے بعد بدلا لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان ہی پر ہے۔ جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق ملک میں زیادتی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنکو دردناک عذاب ہوتا ہے۔ اور البتہ جو شخص صبر کرے۔ اور (دوسرے کی خطا) بخش دے تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں (شوریٰ) اے نبی قیدی جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ اُن کو سمجھا دو۔ کہ اللہ اگر دیکھے گا۔ کہ تمہارے دلوں میں نیکی ہے تو جو تم سے لیا گیا ہے۔ اُس سے بہتر تم کو عطا فرمائے گا۔ اور تمہارے قصور بھی معاف کر دیگا۔ اور اللہ معاف کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے (انفال) اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو۔ تو اس کو پناہ دو۔ یہاں تک کہ وہ کلامِ خدا کو سن لے گا۔ پھر اُس کو اُس کی امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ یہ اس لئے کہ یہ بے علم لوگ ہیں (توبہ)

یہ احکام ہیں۔ جو قرآن حمید نے جنگ کے متعلق وضع فرمائے ہیں۔ ان مضامین کے پڑھنے والے خود ہی ہماری مقدس کتب کا مطالعہ فرماویں پھر خود ہی انصاف کریں۔ کہ اسلامی تعلیمات کہاں تک قومی یا انفرادی ضروریاتِ انسان کو زیر نظر رکھتی ہیں۔ وہ خود ہی دیکھ لیں گے۔ کہ آنحضرت نے غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان بنانے کے لئے جنگ شروع نہیں کئے جنگ میں یادِ خدا کے احکام ہی اس گندے الزام کا دفعیہ ہو سکتے ہیں

اسلام اور اس کے اصولوں نے مسلم قلوب پر جو اس قدر قابو پایا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب کس قدر معقول۔ کس قدر قابل تعمیل اور دل فریب ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس وقت انگلستان میں کون ضرب شمشیر سے کام لے رہا ہے۔ کہاں کہاں آج بزور شمشیر اسلام پیش کیا جاتا ہے۔ کیوں اہلِ انگلستان جیسے مہذب اور تعلیم یافتہ لوگ آہستہ آہستہ اسلام کی طرف آرہے ہیں۔ کون ایسے فضلائے دہر کو جیسے رایٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے فاروق مصطفےٰ پی اون پی۔ ایچ۔ ڈی ایل ایل ڈی۔ ایف۔ سی۔ بی یحییٰ پارکنسن ایف۔ جی۔ ایس۔ امین نوبل بے وینیٹ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بین کسی جبر سے اسلام کی طرف لاسکتا تھا؟

یہاں ہم کوئی لمبی فہرست اُن اصحاب کی دینی نہیں چاہتے جنہوں نے اخوتِ اسلامی کو قبول کر لیا ہے۔ ان فضلائے دہر کا لوائے محمدی تلے آجانا ہی اسلامی صداقت کی ایک بیّن دلیل ہے۔ اور اس امر کی بھی شہادت ہے کہ اسلام کی معقولیت محتاج شمشیر نہیں۔ جبر و اکراہ مومن نہیں بلکہ منافق بنایا کرتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے لا اکراہ فی الدین کا سبق دیا۔ اور منافقوں سے نفرت دلائی۔

معذوری

کاتب کے کافی انتظام نہ ہونے کے باعث یہ نمبر وقت پر نہیں نکل سکا۔ ہم اس کوشش میں ہیں۔ کہ بہت جلد ایک کاتب سے مستقل انتظام ہو جائے۔ اور رسالہ ماہ بماہ مقررہ تاریخ پر جو ہر انگریزی ماہ کی بیس تاریخ ہوگی نکلا کرے۔ اب آیندہ ماہ (فروری) سے مستقل انتظام کر لیا گیا ہے۔

بعض اصحاب کی خدمت میں یہ رسالہ بلا درخواست بھیجا جاتا ہے صرف اس خیال سے کہ وہ اشاعت اسلام کے اس نیک کام میں اسطرح ہماری مدد کریں گے۔ انکی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اگر وہ اس رسالہ کو خریدنا پسند نہ کریں۔ تو اطلاع دیکر ہمیں آیندہ کے نقصان سے ہم کو بچائیں کسی کو مالی نقصان سے بچانا بھی اس کی مدد کرنا ہے

مَیں انگلستان کب واپس جاتا ہوں ؟

یہ ایک سوال ہے - جو بہت سے احباب مجھ سے دریافت کرتے ہیں اگرچہ مجھے آتے ہوئے ابھی دو ماہ نہیں گذرے - لیکن میرے دور نزدیک کے سب دوست مجھے بہت جلد بے وطن دیکھنا چاہتے ہیں - مَیں اُن کی اس محبت کا شکر گذار ہوں - اگرچہ یہ ان کا تقاضنا عام حالت میں خوش کن نہیں ہو سکتا - لیکن الاعمال بالنیات - ان کی یہ خواہش اس نظر استحسان کا ایک ثبوت ہے - کہ جس کے ساتھ وہ میرے کاروبار کو دیکھتے ہیں ہاں در اصل مَیں دل سے خوش ہوں - کہ مَیں جلد واپس جاؤں - میرے لئے یہاں کیا رکھّا ہے - لیکن جو حالات مجھے یہاں لائے اور جو ممکن ہے - مجھے چند ماہ اور یہاں رکھّیں - مَیں اُن سے اپنے دوستوں کو اطلاع دینا چاہتا ہوں - ووکنگ مشن کی شاخیں کچھ اس قدر اخراجات چاہتی ہیں - کہ اُن کا اگر مناسب انتظام نہ ہو - تو بہت جلد اس کام میں روکاوٹ کا احتمال ہے - مَیں کب چاہتا ہوں - کہ میرا وقت روپیہ کے انتظام اور اخراجات کی فکر میں خرچ ہو - یہ وقت نہیں کہ مبلغ کا وقت ان امور میں ضایع جاوے - خدا جلد مجھے اس قدر ان امور سے فارغ البال کر دے - کہ مَیں ہمہ تن اس کام میں مصروف رہوں - جس میں مَیں حقیقی راحت اپنے لئے پاتا ہوں - مَیں خدا تعالیٰ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں - کہ اُس نے میری ناچیز محنت کو میری امید کیا میرے وہم سے کہیں فزوں ترثمرور کیا - مجھے روز روشن میں وہ کچھ دکھلایا کہ جس کو خواب میں دیکھنا میرے لئے ناممکن تھا - مَیں اخیر ستمبر ۱۹۱۲ء میں انگلستان پہنچا - مَیں نے چار ماہ وہاں کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد فروری ۱۹۱۳ء کو کام شروع کیا - آج اس

پر پورے دو سال گذرے۔ اور وہ درِ خیبر کھل گیا جس کی کشایش پر اسلام کی مذہباً فتح آخر کار یورپ میں ہوتی ہے۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جب میں یہاں سے انگلستان گیا۔ مجھ پر پھبتیاں کسی گئیں ہنسی اڑائی گئی میرے کام کو ایک مجنوں کا کام سمجھا گیا۔ آج خدا تعالیٰ نے کل کا کل نقشہ بدل دیا۔ آج ناممکن ممکن ہوگیا۔ آج مایوسی۔ امید میں متبدل ہوگئی۔ آج مردہ دلوں میں زندگی کے آثار نظر آنے لگے۔ آج ناامیدوں کے دلوں میں امنگیں جوشزن ہوگئی ہیں۔ کیا کوئی دنیا کا مذہب ایسی کامیابی کو پیش کرسکتا ہے۔ جو اسلام کو خدائے تعالیٰ نے عطا کی۔ دنیا میں مختلف مذاہب نے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ بعض قوموں نے لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ سالانہ اپنے مشنوں پر خرچ کئے۔ پھر کیا وہ اس کامیابی کا عشر عشیر اپنے ہاں دکھلا سکتے ہیں۔ وہ کام جو وہاں روپیوں میں نہ ہوسکتا۔ یہاں کوڑیوں میں ہوگیا۔ اسلام کی فتح معاملہ تبلیغ میں بھی علیٰ وجہ الاتم ہوئی۔ جس طرح اور مذاہب کے مقابل یہ خدا کا دین اپنی تعلیم اور اصولوں کے لحاظ سے گوئے سبقت لے گیا۔ آج تبلیغ کے معاملہ میں فتح و نصرت کا تاج **اسلام** کے سر پر ہی رہا۔ آج دو سال میں بھی نومسلموں کی تعداد ستر سے تجاوز کرگئی۔

مجھ پر یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ میں نے کیوں اپنی عاجز کوششوں کا جولان گاہ ہندوستان چھوڑ کر یورپ بنایا۔ ہر کسی را بہر کارے ساختند ہندوستان میں کام کرنے والے مجھ سے بہتر اور بہت بہتر موجود ہیں۔ لیکن انگلستان کے لئے مذہبی معلومات کے علاوہ زبان انگریزی سے واقفیت بھی ضروری تھی۔ ہماری قوم میں اس وقت تبلیغ کا کام کہاں ہو رہا ہے۔ پھر چہ جائیکہ انگلستان میں۔ یہ تو ایک بچپن کا جنون تھا۔ جو آج حقیقت ہو کر مجھے کشاں کشاں کہیں کا کہیں لے گیا۔ میں نے اپنے ایام

وکالت میں کل ہندوستان کا دورہ کیا۔ لیکن میری بے چین طبیعت مجھے آخر کار یہاں سے نکال کر غیروں میں لے گئی۔ لیکن انگلستان میں میرے کام کرنے کی ایک خاص وجہ تھی۔ میرا یہ ہمیشہ سے خیال ہے۔ کہ حکمران اور فاتح قوموں کا اسلام اختیار کرنا جس شوکت و قوت کا موجب ہوتا ہے وہ مفتوح قوموں کو مذہب میں لانے سے حاصل نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر ان دو سالوں میں میں یہاں ایک ہزار بھی مسلمان کر لیتا۔ تو کیا وہ ان ستر آدمیوں کے برابر ہوتے۔ جن میں زیادہ تر تعلیمیافتہ کام کرنے کے قابل۔ بنے بنائے مبلغ اور مشنری۔ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ ان نومسلموں کے نام دئے گئے ہیں۔ جو اسلامک ریویو میں مضامین لکھتے ہیں۔ کیا ہندوستان میں کوئی تبلیغی تحریک ایسے نتائج مرتب کر سکتی ہے۔ میں جس میدان جنگ میں ہوں۔ اس کے لئے سیکھے سکھائے سپاہی اگر مل سکتے ہیں۔ تو وہاں نہ یہاں۔

آخر کار اس ملک میں برٹش قوم کا حکمران ہونا ایک فعل خداوندی ہے جہاں یہ راج اور فیوض کا موجب ہؤا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی برکت اس راج سے وابستہ تھی۔ کہ یہاں غربی ممالک کے لئے مبلغ اسلام اسی طرح تیار ہو سکتے تھے۔ آخر خدا کا مذہب کل مذاہب پر غالب آنا ہے۔ آخر لیظہرہ علی الدین کلہ کے الفاظ پورے ہونے ہیں آخر ناقوس اور گھنٹے کی بجائے اذانوں نے ایک دن غربی وادیوں میں گونج پیدا کرنی ہے۔ آخر آفتاب نے مغرب سے بھی نکلنا ہے۔ جس کے لئے ارہاصات اب پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ نہ ہو سکتا۔ جب تک ہمارے بھائی کسی نہ کسی غربی زبان میں ماہر نہ ہو جاویں۔ جب ٹرکی۔ مصر۔ شام۔ ایران اور دیگر مسلم ممالک نے اس فرض کفایہ کی طرف توجہ نہ کی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ہندوستانی مسلمانوں کو انگریزی زبان

سے واقف کرنے کے سامان پیدا کر دے۔ ہاں ہندوستان ہی وہ مبارک جگہ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ مجھے اس طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ یہ حدیث بہت ہی مبشر حدیث ہے۔ اسلام کی اشاعت ہی وہ ٹھنڈی ہوا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی روح پُرفتوح کو نوش کر سکتی ہے۔ کیا عجب ہے۔ کہ یہ ملک ہی ایسے اسباب پیدا کر دے۔ جو آخرکار یورپ کے مسلمان ہونے کا موجب ہو جاویں؟

میری ان ناچیز کوششوں نے باثمر ہو کر کم از کم دو امور طے کر دیئے۔ ایک یہ کہ یورپ میں اسلام بہت جلد پھیل سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر انسان تھوڑا سا ہاتھ پاؤں ہلائے تو بہت جلد خدا تعالیٰ طرف سے فتح و نصرت کے دروازے کھلنے والے ہیں۔ گذشتہ دو سال کی زبانی گفتگو اور خط و کتابت سے جو مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس وقت انگلستان چھوڑ سب یورپ میں دو قسم کے فضلا موجود ہیں۔ ایک وہ ہیں۔ کہ جو تحقیق مذہب کرتے کرتے در اصل مسلمان ہو چکے ہیں۔ لیکن مقامی تعصبات کے خوف نے انہیں اعلان سے روک رکھا ہے دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جن کے غور و فکر اور عقل سلیم نے ان کے لئے ایک مذہب تجویز کر دیا ہے۔ جو بالکل اسلام کے قریب ہے۔ ہماری تحریک نے ان دو قسم کی جماعتوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے۔ مثال کے طور پر اوّل الذکر جماعت میں سے ڈاکٹر لیون ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی ہیں۔ جو تیس سال سے مسلمان تھے۔ لیکن جب نے اُن سے قریباً ایک برس ہوا خط و کتابت کی۔ تو انہوں نے اپنے اسلام کی اطلاع تو مجھے دی لیکن انہوں نے اس وقت اظہار سے تامل کیا۔ دوسرے[1] آکسفورڈ کے مشہور فلاسفر

---

[1] ڈاکٹر ایمن وہیمنٹ کا اسلام قبول کرنا الٰہی افضال میں سے ہے۔ آپ اپنی علمی تبحر کے باعث مشہور روزگار میں سے ہیں۔ اور آکسفورڈ یونیورسٹی نے ایک اعلیٰ علمی ڈگری آپ کو دی ہے

ڈاکٹر ڈوے منٹ پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔ جو میری غیر حاضری ووکنگ تشریف لائے۔ اور دن تک ہمارے مہمان رہے۔ اور حضرت قبلہ مولوی صدر الدین صاحب کی فیضِ صحبت نے انہیں سرچشمہ اسلام تک پہنچا کر آب توحید سے سیراب کیا۔ آج یہ دونوں بزرگ اسلام کے زبردست وکیل ہیں۔ اور ان کی قلم کے جواہر نگار مضامین اسلامک ریویو کے زیب وزینت ہوتے ہیں۔ ایک بے شمار تعداد ایسی روحوں کی انگلستان میں موجود ہے۔ جو اندر ہی اندر مسلمان ہو رہی ہیں۔ لیکن نہیں جانتیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ ہمارا بڑا کام یہ ہے۔ کہ ان نفوس کی تلاش کریں۔ اور ان کی بقیہ مراحل اسلام کی تکمیل کرا کر انہیں اسلام کا حلقہ بگوش بناویں یہی ایک بڑی بھاری وجہ ہے۔ کہ میں اسلامک ریویو کو کثرت سے مفت تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ گذشتہ سال میں دو اور ڈھائی ہزار کے درمیان یہ رسالہ اس طرح تقسیم ہوا۔ اس مفت تقسیم کے کفیل علی الخصوص بمبئی۔ حیدر آباد اور رنگون کے چند دوست تھے۔ انہوں نے اس مفت تقسیم کا بہت حد تک خرچ اپنے ذمہ لیا۔ وہ گذشتہ سال کے لئے تھا۔ جو دسمبر ۱۹۱۴ء کو ختم ہو گیا۔ اب نیا سال شروع ہوا ہے۔ اب بھی انشاء العزیز جن جن محبان اسلام کے دل میں اللہ تعالےٰ جوش ڈال دیگا۔ وہ میری مدد کو تیار ہو جاویں گے ؛

دراصل لٹریچر کی اشاعت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جو مغربی ممالک میں کسی اصول یا مذہب کو ترویج دے سکتی ہے (

) تصنیف و تحریر نے ہی آہستہ آہستہ عیسائیت کی بیخ وبن یورپین دلوں سے ہلا کر اُن کو اسلامی صداقت کے قبول کرنے کے لئے تیار کر دیا۔ اور اب تصنیف و تحریر ہی آیندہ اُن صاف زمینوں میں اسلامی نخل لگا دیگی۔ اس لئے اسلامک ریویو کو مفت تقسیم کرنے کا انتظام گذشتہ دو سال میں ہوتا رہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کرنے کے بعد اگر دھکے

بھی توجہ کرنے والے نکل آویں - تو مَیں کہونگا - کہ ہمارا کام ہوگیا! اسلامک ریویو پڑھنے پر بعض لوگ استفسار اور تحقیق کی طرف لگ جاتے ہیں - انہیں میں سے آخر کار بعض مسلمان ہوجاتے ہیں - اسلامک ریویو ایک بیج ہے - جو بعض زمینوں میں شگوفے اور کونپلیں لگا دیتا ہے - جن کی آبیاری مختلف طریقوں سے ووکنگ میں کی جاتی ہے - پھر انہیں کو آخر کار اللہ تعالیٰ ثمر ور درخت بنا دیتا ہے - اس وقت اسلام کی اشاعت کے لئے ذیل کے پانچ طریق ہیں ۔

(۱) اسلامک ریویو کی مفت اشاعت

(۲) خط وکتابت - یہ بذات خود بڑا بھاری کام ہے - اور اگر پورے طریقہ سے کیا جاوے - تو دو قابل آدمیوں کی مستقل روزانہ مصروفیت کے لئے کافی ہے - ریویو پڑھنے پر یا ہماری تحریک کا حال سُن کر مختلف لوگ تفحص واستفسار کرتے ہیں - جن سے سلسلہ خط وکتابت کا جاری ہوجاتا ہے ۔

(۳) لنگر خانہ - ہم نے بھی سلف صالحین کے طریق پر لنگر خانہ مارچ ۱۹۱۴ء سے کھولا ہے - ہمارے پاس متلاشیان حق آتے ہیں - دو دن - چار دن بعض وقت زیادہ دن بھی رہتے ہیں - پھر جو ووکنگ سے باہر رہنے والے اسلام قبول کرتے ہیں اُن کو اسلام سے واقف کرنے کے لئے ہم اکثر بطور مہمان بلا لیتے ہیں - دراصل یہی صحیح طریق تعلیم اسلام کا ہے - خصوصاً ہم یہ چاہتے ہیں - کہ مغربی دنیا مبلغین اسلام کے پاس رہ کر اُن کی اندرونی زندگی کا مطالعہ کریں - اور دیکھیں - کہ وہ لوگ خود کس قسم کے اور کن حالات کے ہیں

جو اُن کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں ؎

(۴) **اتوار کا جلسہ اور مہمانوں کی ضیافت** ۔ ووکنگ میں ہر اتوار جلسہ ہوتا ہے ۔ جس میں شریک ہونے والے لندن اور دیگر شہروں سے آتے ہیں ۔ اُن میں بعض تو نومسلم اور بعض متلاشیان حق ہوتے ہیں ۔ لیکچر کی شمولیت کے لئے لوگوں کو ۱۲ بجے دوپہر تک ووکنگ پہنچ جانا چاہئے کیونکہ اتوار کے باعث اس دن بہت ریلیں نہیں چلتیں ۔ ان مہمانوں کی ضیافت اسلام اور اخلاق محمدی نے مذہباً ہمارے ذمہ ڈال رکھی ہے ۔ اور یہ وہ سحر حلال ہے ۔ جو یورپ جیسی سر زمین میں اسلامی اخلاق حسنہ کے لئے دلفریبیاں پیدا کرنے میں بے عدیل ہے ۔ علاوہ ازین غربی دنیا میں کل معاملات اہم سے اہم بھی کھانے کی میز پر طے ہوتے ہیں ۔ اس میں نہ مذہب کو استثنا ہے اور نہ سیاسیات کو ۔ اس لحاظ سے بھی یہ امر ازبس ضروری ہے ۔ کہ یہ سب کے سب دوست ایک ہی جگہ کھانا کھاویں ۔ ہمارا دسترخوان کیا ہے ۔ ایک نانتب مذہب ۔ اتوار کو یہ دوست دو دفعہ تو لازماً ہماری میز پر جمع ہوتے ہیں ۔ لیکچر سے اوّل لنچ ۔ (دوپہر کا کھانا) کے لئے اور لیکچر کے بعد سہ پہر کی چاء کے لئے اور کچھ اُن میں سے رات کے کھانے میں بھی شریک ہو جاتے ہیں ۔ ان تین وقتوں میں کوئی نہ کوئی تعلیم اسلام زیر بحث ہوتی ہے ۔

(۵) **جمعہ کا خطبہ** ۔ جو لندن میں ہوتا ہے ۔ اور مختلف کلبوں اور گرجوں میں لیکچر ۔ جو لوگوں کی درخواست پر یا باہمی انتظام

وقتاً فوقتاً ہوا کرتے ہیں ؂

یہ پانچ طریق ہیں۔ جو ہم نے اس وقت اشاعت اسلام کے لئے اختیار کر رکھے ہیں۔ انگلستانی زندگی میں یہ پانچوں امور بہت سے اخراجات کا موجب ہوجاتے ہیں جس وقت میں وہاں سے چلا تھا تو قریباً اسی پونڈ ماہوار کا خرچ تھا۔ لیکن جیسے کہ مولٰنا صدرالدین صاحب کے خطوط سے جو مختلف اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے مہمانوں کی بھی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اور اسلامی تبلیغ کے اور سامان بھی ہوتے جاتے ہیں۔ اس وقت وہاں کا خرچ سو پونڈ سے متجاوز ہے جیسے کہ مولوی صاحب موصوف کے ایک تازہ خط سے ظاہر ہوتا ہے مجھے ڈر ہے۔ کہ اگر ہم سے بہت جلد ان اخراجات کا کوئی مناسب انتظام نہ ہوسکا۔ تو کہیں اس چلتے کام میں روکاوٹ نہ پیدا ہو جائے۔ مجھے خدائے تعالٰی پر بھروسہ ہے۔ کہ وہ میری محنت کو ضایع نہ کریگا۔ اُس نے آج تک جو کچھ کیا۔ اپنے فضل سے کیا۔ اور آیندہ جو کریگا وہ بھی اُسی کے فضل سے ہوگا ؂

یہی ایک بات ہے۔ جو مجھے یہاں لائی۔ ورنہ میرے لئے یہاں کیا رکھا ہے۔ مَیں جانتا ہوں۔ کہ مَیں لوگوں کے تیر ملامت سے نہیں بچا۔ مختلف قسم کے ظن۔ اور طرح طرح کی رقابتیں بہت سے اصحاب کے دل تنگ کراکر اُن کی قلم و زبان سے وہ باتیں نکلواتے ہیں۔ جو اُن کی شان کے شایاں نہیں۔ کاش کہ اُن کو یہ علم ہوجاوے۔ کہ مجھے ان کی ان گالیوں سے تکلیف نہیں ہوتی۔ میرا جنوں مجھے کچھ اس طرح اپنی طرف متوجہ کرچکا ہے۔ کہ مَیں اُن کی دشنام دہی کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہیں پاتا۔ ہاں اُن کی ان گالیوں سے مجھے اپنے کام کی اہمیت اور نیک اور مفید ہونے کا یقین ہوجاتا ہے۔ ہر ایک نیک اور مفید کام

گالیوں اور تختہ چینیوں سے نہیں بچا۔ تو مَیں کیوں ایسے لوگوں کے ہاتھ سے بچوں جیسے تبلیغ کا کام روحانی طور پر آج مجھے ورثہ میں ملا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اسے قایم رکھے) ویسے گالیاں کھانا بھی ہمارا ایک ورثہ ہے۔ بہرحال مَیں ان امور بالا کی بنیاد پر ان اصحاب سے اور صرف ان اصحاب سے اپیل کرتا ہوں جن کو مجھ پر حسن ظن ہے۔ حرام ہے اُس شخص پر جو مجھ پر نیک ظن نہیں رکھتا۔ یا اس اہم کام کو میرے ہاتھ میں مفید نہیں سمجھتا۔ کہ وہ ایک کوڑی کی بھی مدد کرے۔ میرا روئے سخن صرف انہیں اصحاب کی طرف ہے۔ جو میرے کام کو اچھا۔ اور مجھے اس کام کا اہل اور مجھے اپنے مالوں کو صحیح مقام پر خرچ کرنے کے لئے امین سمجھتے ہیں۔ ہاں انہیں اصحاب کو خواہ وہ تھوڑے ہوں یا بہت۔ مَیں یہ خطاب کرتا ہوں۔ وہ میری مدد کو آویں۔ اور میری مالی مشکلات کے دفعیہ کا تصفیہ کریں۔ میرے اس ہندوستانی سفر کی یہی غرض ہے۔ اور بس۔ جہاں تک مجھے مولوی صدر الدین صاحب کے خط سے معلوم ہؤا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اُن کے پاس اسوقت صرف تین ماہ تک کا خرچ ہے۔

یہ رسالہ اشاعت اسلام جو در اصل اردو ترجمہ اسلامک ریویو کا ہے اس کی اشاعت کی غرض بھی در اصل ووکنگ مشن کے فنڈس کو مضبوط کرنا ہے۔ اس کی قیمت بھی ہم نے بہت تھوڑی رکھ دی ہے۔ صرف تین روپیہ سال۔ اگر اس کی دس ہزار کاپیاں یہاں ہندوستان میں خریدی جاویں۔ تو مَیں یقین کرتا ہوں۔ کہ خرچ اخراجات نکال کر ہمارے اخراجات ووکنگ کو یہ رسالہ بذاتِ خود بہت حد تک سنبھال سکتا ہے۔

اے اسلام سے محبت کرنے والو۔ اے اسلام کے نام پر مٹنے والو۔ خدارا قرآن کو کھولو۔ دیکھو قرآن رب العالمین کی طرف سے آیا۔ اور نذیر اللعالمین اور رحمت اللعلمین پر نازل ہؤا۔ خدا تعالےٰ نے اسے ذکراً للعلمین کہا۔ تو پھر بتلاؤ اسلام کو عالمین تک پہنچانا تم پر فرض

کفایہ نہیں۔ کیا اسلام کا دنیا کے چار کونوں میں پہنچانا۔ تم کو خدا محمدؐ نے نہیں کہا۔ کیا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی آیت اشاعت اسلام کی اصلیت تم پر ظاہر نہیں کرتی۔ کیا اشاعت دین ہی بعثت سرور کونینؐ کی اصل غرض نہیں۔ کیا یہی وہ چیز نہیں کہ جس کے لئے آپ نے تیرہ سال خطرناک تکلیف اُٹھائی۔ اور ہزاروں صحابیوں کی جانیں تلف ہوئیں۔ آج تو خدا کے فضل سے وہ سہولتوں کا زمانہ آگیا ہے۔ کہ جس نے ان تمام تکالیف کو تم سے دور کردیا ہے۔ آج تو صرف چند پیسوں کا سوال ہے۔ چند روپوں سے کام بنتا ہے۔ اگر اور کسی قسم کی مدد تم نہیں کرسکتے۔ تو کیا اس رسالہ کے لئے خواہ اردو خواہ انگریزی خریدار بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اور پھر اس اصل قیمت کے عوض ہم تم کو ایک قیمتی لٹریچر دیتے ہیں یہ وہ لٹریچر ہے جس نے یورپ کے فضلا کے دانت کھٹے کئے ہیں۔ یہ وہ لٹریچر ہے جسکو ہندوستانی اعلیٰ تعلیمیافتہ مسلمانوں نے پڑھ کر مجھے خطوط لکھے اور اعتراف کیا۔ کہ وہ از سر نو مسلمان ہوئے؛

بہرحال تین روپیہ میں یہ رسالہ ایک ارزان چیز ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ اگر یہ بھی نہ ہوں۔ تو اس تھوڑے سے ایثار سے تم ایک بھاری کام کو چلاؤ گے۔

انگلستان میرے نزدیک ایک مسلم خیز جگہ ہے۔ ہمارا یہ تجربہ بھی ہماری آیندہ امیدوں کا کفیل ہوسکتا ہے۔ میں آیندہ دکھلاؤں گا۔ کہ کن کن وجوہ سے اسلام ہی مغرب کے لئے موزون مذہب ہے۔ میرے نزدیک بہت مفید اور مناسب امر یہ ہوگا۔ کہ نومسلم انگریزوں میں سے قابل لوگ اس نیک کام میں اپنے ساتھ شریک کرلئے جاویں۔ گذشتہ سال میں نے شیخ خالد شیلڈرک صاحب کو ووکنگ سٹاف میں لے لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اول تو اُس نے خود اسلام کو ہم سے سیکھا۔ اور پھر وہ اوروں کی ہدایت

کا موجب ہوا۔ اس وقت دو اور بزرگ نومسلم بھی اس سٹاف میں لئے جا سکتے ہیں۔ اوّل شیخ یحیٰی النصر پارکنسن۔ دوسرے شیخ ہارون مصطفےٰ لی اون ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی پی۔ ایچ۔ ڈی۔ یہ دونوں بزرگ عالم متبحر اور وسیع معلومات کے انسان ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ معزز روزی کے مالک ہیں۔ ہاں اُن کے دل ہمارے ساتھ ہیں۔ اور وہ شاید کچھ ایثار بھی کر سکیں۔ میں نے حضرت قبلہ مولوی صدرالدین صاحب کو لکھ دیا ہے۔ کہ وہ اُن سے خط وکتابت کریں۔ اور دریافت کریں۔ کہ کس مناسب مشاہرہ پر وہ کام کر سکیں گے۔ اس وقت ووکنگ کے عملہ میں مولوی صدرالدین صاحب شیخ نور احمد صاحب۔ منشی غلام مصطفےٰ صاحب میاں محمدؐ علی صاحب اور شیخ شیخ شیلڈرک ہیں۔ اگر مسٹر پارکنسن اور ڈاکٹر لی اون عملے میں آجاویں۔ تو پھر ہم وسیع پیمانہ پر تبلیغی کام شروع کر سکتے ہیں۔ کل انگلستان میں لیکچروں کا انتظام ہو سکتا ہے۔ میں جب وہاں تھا۔ اور خصوصاً جب مولوی صدرالدین صاحب تشریف لے گئے۔ تو مختلف جگہوں پر لیکچر دینے چلا جاتا تھا۔ یونی ٹیرین گرجاؤں میں اتوار کے دن خود عبادت اتوار کا سرمن دیا کرتا تھا اور یہ مشکل کام نہ تھا۔ ذاتی رسوخ اور خط وکتابت سے یہ امر آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے آنے پر مولوی صاحب موصوف کے سر پر اس قدر کام پڑ گیا۔ کہ یہ کام وسیع پیمانہ پر نہ ہو سکا۔ ھاں یہ ساری باتیں وسیع اخراجات کو چاہتی ہیں۔ الغرض میرا واپس جانا یا کس وقت جانا میری اس تحریر کے متعلق مسلم توجہ پر بہت کچھ حصر رکھتا ہے۔

خواجہ کمال الدّین

ووکنگ مشن کی رپورٹ

متعلقہ ماہ دسمبر

نومسلم ۔ خدا کے فضل وکرم سے یہ ماہ دسمبر کا نہایت ہی مبارک مہینہ گذرا۔ آخر چار خواتین اور دو شریف انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان خواتین میں سے ایک لیڈی صاحبہ علمی مذاق کے طبقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ تحریر وتقریر میں اچھی قابلیت رکھتی ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا۔ تو یہ سعید وجود ہمارے لئے بہت نافع ثابت ہوگا یہ خدا تعالےٰ کا کس قدر احسان ہے۔ کہ یہ اسلامی تحریک بہت سے مسلم نژاد اصحاب کی اصلاح کا موجب ہو رہی ہے۔ چنانچہ ان انگلش نژاد نومسلموں کے علاوہ ایک کیمرج یونیورسٹی کے گریجوایٹ جو اس وقت بار کی تیاری کر رہے ہیں ۔ اپنے غلط عقاید کو چھوڑ کر اسلامی صداقتوں کے از سر نو قایل ہوئے۔ ہم نے بار بار لکھا ہے۔ کہ بہت سے لوگ دل ہی دل میں مسلمان ہیں۔ لیکن مقامی مخالفت کے باعث اظہار اسلام سے گھبراتے ہیں۔ اب جو بفضلہ یہ نیک تحریک شروع ہو گئی ہے۔ تو اس نے ایسے خایف دلوں میں ایک قسم کی جرأت سی پیدا کر دی ہے۔

قبرستان ۔ آخر کار قبرستان کا معاملہ طے ہوگیا۔ اور گورنمنٹ نے نہایت فیاضی سے پانچ ایکڑ کے قریب زمین اس میں خرید دی۔ یہ قبرستان اب مسلم قبرستان ووکنگ ہوگا کیا اللہ تعالےٰ کے سامان ہیں۔ مسجد۔ مکان۔ زمین تو اس خالق الاسباب نے آج سے پچیس سال پہلے ہمارے لئے تجویز کر رکھی تھی۔ ایک قبرستان کی ضرورت باقی تھی۔ سو نئے واقعات نے پیدا ہو کر اس ضرورت کو بھی پورا کر دیا۔ ہم کل مسلمانان ہندوستان کی طرف سے گورنمنٹ عالیہ کے از حد مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت قبلہ مولوی صدر الدین صاحب کی جایز معروضات کو سنا۔ اور غور کیا۔ اور مسلمان فدایان سلطنت کی قبریں عیسائی قبرستان سے الگ کر کے مولوی صاحب کے منشا کے مطابق ووکنگ میں تجویز کیں ۔

یہ کس قدر خوشی کا مقام ہے۔ کہ ہمارے سپاہیوں کا جنازہ خوار نہیں ہوتا۔ ان مجروحوں کی روحانی تشفی اور اطمینان کے لئے مولوی صدر الدین صاحب اکثر ہسپتال میں جاتے ہیں۔ ان کے ہمراہ نومسلم خواتین اور شریف مرد بھی ہوتے ہیں ہمارے لارڈ ہیڈلے صاحب ایک دفعہ ان بھائیوں کی ملاقات کو گئے۔ ان ملاقاتوں نے ہمارے زخمی بھائیوں پر بہت نیک اثر کیا۔ ان میں جوش اور انبساط نے پیدا ہو کر ان کی صحت پر بہت بڑا فایدہ کیا۔ جو سپاہی ان ہسپتالوں میں فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کا کفن ودفن بالکل اسلامی طریق پر ہوتا ہے ۔ ان کا جنازہ ووکنگ میں بذریعہ موٹر کار آتا ہے۔ پھر وہاں سے قبرستان کو مسلمانوں کی معیت میں پہنچایا جاتا ہے۔ جہاں باضابطہ نماز جنازہ کے بعد یہ فدایان اسلام دفن ہوتے ہیں۔ تازہ خط آمدہ ووکنگ سے پتہ لگتا ہے ۔ کہ یہ قبرستان عمارات کے لحاظ سے بھی ایک عمدہ چیز ہوگی۔ گورنمنٹ کے خرچ سے اس کی چار دیواری اور اس کے متعلق ضروری مکان تیار ہوں گے۔ یہ مشرقی وضع پر ہوں گے۔ دیواروں پر موقعہ بموقعہ قرآنی آیات اور احادیث لکھی جاویں گی۔ ہماری نومسلم خواتین اس معاملہ میں نہایت دلچسپی لے رہی ہیں۔

[illegible] مسلم [illegible]
خود اسلام کی [illegible]
[illegible]
[illegible] ایسی [illegible]
[illegible]
ممبروں [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] اسلام سے [illegible]
[illegible] لارڈ [illegible]
[illegible] ہارون مصطفےٰ ڈاکٹری [illegible]
[illegible] مولوی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انگلش بھائیوں سے [illegible]
[illegible]
[illegible] اپنے اندر [illegible]
[illegible] محقول [illegible]
[illegible] قبول کرنے [illegible] بہت کم [illegible]
[illegible]
[illegible] طلب [illegible]
[illegible] معاملہ میں ہمارے [illegible]
[illegible] کا [illegible] حکم [illegible]
[illegible] ایک امر [illegible] ہے
[illegible] لا الٰہ الا اللہ کی [illegible]
محمد الرسول اللہ - پھر [illegible] اسلام
[illegible] مسلموں کے [illegible]
[illegible] اصول اسلام [illegible]
[illegible] گئے - تو [illegible]
[illegible] میرے نزدیک [illegible] قرآن [illegible]
[illegible] لارڈ ہیڈلے کی تقریر [illegible]
[illegible] خلاصہ یہ [illegible]
[illegible] اور حالات سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی طرف راغب کرنا چاہئے۔
[illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible]
مہمان [illegible] کے درمیان مہمان [illegible] کے لئے آئے ہیں اور
[illegible] ہیں وہ ایک [illegible]